REGD. NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان ۲۰/۲۱ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ ۱۳/۲۰ ہجرت ۱۳۷۲ہش ۱۳/۲۰ مئی ۱۹۹۳ء

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

" اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗ - امام ایک ہی ہونا چاہیئے - تاکہ وحدت قائم رہے - اِس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مُصیبت کا مُوجب سمجھتے ہیں - حالانکہ یہ بات غلط ہے - ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے - خُدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اُسے اپنی جناب سے مؤیّد و منصُور کرتا ہے - خُدا اُسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو "

(درس القرآن صفحہ ۵۷۲)

" خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے - میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا "

(پیغامِ صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

شبیہ مُبارک حضرت مولانا حکیم نورُ الدّین
خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

مُدیر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳-۲۰ ہجرت ۱۳۷۲ہش

بے سہارا اور لاوارث بھیڑ

ہر سال جماعتِ احمدیہ میں ۲۷ مئی کا مبارک دِن خلافتِ احمدیہ کے قیام کی یاد کے طور پر منایا جاتا ہے۔ یہ وہ مُبارک دن ہے جس روز حضرت الحاج مولانا نورالدین رضی اللہ عنہُ، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام کے پہلے خلیفہ کے طور پر مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اِس وقت حضرت مرزا طاہر احمد حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چوتھے خلیفہ کی حیثیت سے پُوری دُنیا کی رُوحانی قیادت نہایت حوصلہ اور ولولہ سے سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور رُوحانیت کا وہ مبارک سُورج جو سرزمینِ قادیان سے طلوع ہُوا تھا، آج اُس کی کرنوں سے دُنیا کے ۱۳۰ ممالک جگ مگ جگ مگ کر رہے ہیں۔ دُنیا بھر میں ہزاروں احمدیہ مساجد سے اَللّٰہُ اَکْبَر کی اذان گونج رہی ہے۔ دیار التبلیغ۔ ہسپتال۔ کالجز۔ اور کئی طرح کے خیراتی ادارے بنی نوعِ انسان کی خدمت میں دن رات مصروف ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس وقت ہر جُمعہ کو دی جانے والی اذان اور خُطبہ جُمعہ جو مواصلاتی سیّارے کے ذریعہ سُنائے جاتے ہیں، در اصل اِس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمینِ مکہ سے اَللّٰہُ اَکْبَر کی جو پُرسوز روحانی نِداء بلند فرمائی تھی دُنیا کی کوئی طاقت اس کو پھیلنے اور زمین و آسمان کے چپہ چپہ میں سمانے اور ان کی تمام اشیاء میں ایک عجیب و غریب رُوحانی ارتعاش پیدا کرنے سے روک نہیں سکتی۔

یہ نہیں کہ قادیان سے بلند ہونے والی اِس ندائے ربّانی کی مخالفت نہیں ہوئی ــــ ہُوئی اور خوب زوروں کی ہوئی۔ شاید دنیا میں چلنے والی تیز و تُند آندھیوں اور طوفانوں کی مثال بھی اِس مخالفت کے سامنے ہیچ ہوگی ــــ پھر یہ مبارک قافلہ کیسے بڑھا؟ کِس طرح اس کی ترقی ہوئی اور کس طور پر یہ ترقیات کی منازل کی طرف نہایت اطمینان و سُکون کے ساتھ رواں دواں ہے!؟ وہ قافلہ جس میں باوجود تیزئ طوفان اور شدّتِ زلازل کے ہر سال نئے سے نئے جوش و خروش رکھنے والے فدائیان کی ایک معقول جماعت داخل ہوتی چلی جاتی ہے جس کی تعداد اب تو بعض سالوں میں ہزاروں سے نکل کر لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ یقیناً یہ امور مسیح محمدی کی صداقت کے نشان ہیں۔

دوسری طرف برِّ اعظم ایشیا اور افریقہ کی دو درجن سے زائد مسلم مملکتیں اور اسی طرح دُنیا بھر میں پھیلی ہُوئی دیگر ممالک میں باقی مُسلمانوں کی ایک ایسی مُنتشر و لاچار بھیڑ ہے جو ایک عرصہ سے افتراق و انشقاق کا شکار رہنے کے ساتھ ساتھ قدرتی و غیر قدرتی ماریں کھا رہی ہے۔ لیکن اب یہ احساس اس قوم کے دِل و دماغ پر بھی نہایت زور زور سے تھپیڑے مار رہا ہے کہ جب تک اس کا ایک واجب الاطاعت امام نہیں ہوگا اسے صحیح قومی سمت نصیب نہیں ہو سکتی، وہ اس وقت تک اتّفاق و اتحاد کی برکتوں سے آراستہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہائے افسوس کہ اب تک اس کی یہ خواہش پُوری نہیں ہو سکی ــــ اور ہو بھی کیسے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں میں جب خلافتِ راشدہ ختم ہو گی تو بعد ازاں جو خلافت چلے گی وہ محض ظالمانہ، سیاسی اور جبری حکومت ہو گی۔ اور جب مسلمانوں کی ذلت و پستی کی انتہا ہو جائے گی وہ خود سے اُٹھنے اور اپنے قدموں پر چلنے کی صلاحیت نہ رکھیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں ایسی خلافت عطا فرمائے گا جو نبوّت کے طور و طریق پر موہبتِ الٰہی ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رُوحانی خلیفہ جو امام مہدی اور مسیح موعود اور دیگر ادیان کا موعود بھی کہلائے گا خُدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھوں اور اس کی قوّت و شوکت کے سہاروں سے کھڑا کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ) اور یہی وہ خلیفۂ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نہ صرف اس کا ذکر قرآنِ مجید کی سُورۃ الجُمعہ میں ہے۔ بلکہ اُس پر ایمان لانے والی جماعت کو اسی ارشادِ ربّانی کی روشنی میں رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کا مثیل قرار دیا ہے (مُسلم)

یہ وہ مبارک جماعت ہے جس کا قیام اپنی رُوحانی تربیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ خدا کے مسیح و مہدی کی تربیت یافتہ اور ایمان و اعمالِ صالحہ سے فیض یاب یہی وہ الٰہی جماعت ہے جس نے آپؑ کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہُ کا خلیفۃ المسیح کے طور پر انتخاب کیا۔ اس میں شک نہیں کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ سے بھر پُور اِس الٰہی جماعت کا انتخاب در اصل الٰہی انتخاب ہے جو اب تک چار مرتبہ ہو چکا ہے اور جو لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ (نور) کے تاکیدی ارشاد کے عین مطابق ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

یعنے:-

● ــ اس خلیفہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پسندیدہ دین (اِسلام) کو (دن رات) طاقت بخشے گا۔

● ــ اور (مومنین کے) خوف کو امن سے بدل دے گا۔

یہ ہر دو مذکورہ دلائل اپنی عملی شکل میں جماعتِ احمدیہ کی سَو سالہ زندگی میں ایک کُھلی کتاب کی طرح ہیں۔ اپنے اور پرائے، مخالف اور موافق اس پر گواہ ہیں۔ یہ مختصر مضمون اپنے اندر ان عظیم کارناموں کو سمونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ خواہشمند حضرات جماعت کے لٹریچر میں اس کا مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

پس ضرورت اِس امر کی ہے کہ اذنِ الٰہی سے مقرر فرمودہ اس واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے۔ وہ امام جس کی بیعتِ اطاعت میں اب صرف چند شہروں، قصبوں اور ملکوں کے احمدی شامل نہیں ہوتے بلکہ تمام دُنیا کی پیاسی رُوحیں عالمگیر طور پر ایک ہی وقت میں عالمی بیعت کے ذریعہ اس کے حضور میں سرِ تسلیم خم کرتی ہیں۔ اِسی میں مُسلمانوں کی بھی بھلائی ہے اور باقی تمام مذاہب کے لئے بھی یہی راہِ ہدایت ہے ــــ جی ہاں! وہی راہ جو خود سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرما دی ہے۔ مُسلمان گزشتہ کئی دہائیوں سے ظاہری کوششیں کر رہے ہیں کہ کسی طرح انہیں ایک واجب الاطاعت امام کا سہارا مِل جائے۔ لیکن اُن کی ظاہری و سیاسی کوششیں اب تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکیں۔ لیکن مُسلمانوں کی اِس بے سہارا و لاوارث بھیڑ کو ہمارا چیلنج ہے کہ نہ تو وہ اِس بات میں کبھی کامیاب ہو سکے اور نہ آئندہ ہو سکیں گے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی خلیفہ کا مُنہ دیکھ لیں ــــ بالآخر اِس کے لئے داخلہ بابِ احمدیت کے ذریعہ سے ہی ہوگا ۔

ہمیں کچھ کِیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دِل ہووے دِل و جاں اس پہ قرباں ہے

(منیر احمد خادم)

واجبُ الاطاعت اِمام کی اہمیّت

مولانا ابوالکلام آزاد کے الفاظ میں

"تمام لوگ کسی ایک صاحبِ علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن و سُنّت کے ماتحت جو کچھ احکام ہوں ان کی بِلا چوں و چرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اُسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کار فرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ۔ صرف دِل ہو جو قبول کرے۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں ــــ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بِھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو "جماعت" نہ "قوم" نہ "اجتماع"۔ اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں۔ کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے۔"

(مسئلہ خلافت صہ ۳۱۴ مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

اِرشادِ باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ النور : آیۃ ۵۶)

ترجمہ :- اللہ نے تم ہی سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح اِس سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کرے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اِس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

ترجمہ :- یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوّت کا دور اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دور ختم ہوجائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ (اور گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہوجائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دور آئے گا۔ اور پھر یہ حکومت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دِکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اِس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دِل پریشان نہ ہوجائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ .... سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دِکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دِکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔“ (الوصیّت صفحہ ۷، ۸)

مقامِ خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی نظر میں!

"آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکارؐ کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما۔ اُسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب علیہ السلام کے بعد خلیفہ کیا ...... پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اُس کے کام میں روک ڈالے ...... میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

"اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ سے بھی آگاہ رہو ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

خلافت ثالثہ کے لئے بشارت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا فرمان

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو .... اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء)

مشکلات کا دَور اور غلبۂ اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا فرمان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے آخری جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء کے خطاب کے دوران فرمایا :-

"اگلے نو سال جو ہیں ہماری زندگی کے وہ بڑے اہم ہیں مشکل بھی ہے ایک معنی میں۔ لیکن اتنی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں کہ اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اسی واسطے ہر چیز کو بھول کر ...... ایک زندگی گزارو اور وہ ہے دین اسلام کو غالب کرنے کی جو مہم ہے اُسے کامیاب کرنا ..... ایک فرد نہیں سارا خاندان (اور خاندانوں کا مجموعہ ہی جماعتیں اور قومیں بنا کرتی ہیں) ایک ہو کر انتہائی کوشش کرے ..... ایک جہت ہماری مقرر ہے خدا تعالیٰ کے عشق میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانہ ہو کر ایک مقصد سامنے ہے کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔"

● — اسی طرح ایک موقع پر آپؒ نے فرمایا :-

"۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دُنیا کو ایک ایسی رُوحانی تجلّی دکھائے گا جس سے غلبۂ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے۔"

(الفضل ربوہ ۸ اگست ۱۹۷۳ء)

کوئی بدخواہ اَب خلافت کا بال بیکا نہیں کرسکتا!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کا فرمان

"اس مخالفت کے بعد جو اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے وسیع پیمانے پر وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں ہے اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدّر میں لکھی جائے گی۔
مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت اور صبر سے مظاہرے کرنا اور کسی دُنیا کی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو اَدنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چُور کر کے رکھ دے گا۔ اور نشان مٹا دے گا ان کا دُنیا سے۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ کوئی دُنیا کی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی۔"

(بدر ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء)

"آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بدخواہ اَب خلافت کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ ۱۸ جون ۱۹۸۲ء بدر یکم جولائی ۱۹۸۲ء)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ خدا کے ان خوش نصیب بندوں میں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اس دنیا میں محض اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی توفیق بخشتا ہے

جو خرچ کرنیوالے ہیں ان کے خرچ کی تمنائیں باقی رہ جاتی ہیں اور موت اس سے پہلے ان کو آن لیتی ہے

ایسے لوگوں کیلئے ان کی اولادیں انکے نام پر خرچ کریں تو یہ کوئی نئی رسم نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ کی مصدقہ ایک نیک رسم ہے

"افریقہ انڈیا فنڈ" اور "بوسنیا فنڈ" کی مالی تحریکات کا ایمان افروز تذکرہ

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ صلح (جنوری) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون: آیات ۱۰-۱۱)

بعدہٗ حضور نے فرمایا:-

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان لانے والو! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو بھی ایسا کرے گا وہی وہ لوگ ہیں جو گھاٹا پانے والے ہوں گے اور خدا کی راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر وہ یہ کہے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی سی مدت اور مہلت کیوں نہ دے دی تاکہ میں بھی تصدیق کرتا اور نیک اعمال کرنے والوں میں سے ہوتا وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا: جب خدا کی تقدیر کا فیصلہ آجاتا ہے تو پھر خدا اس کو تبدیل نہیں کیا کرتا وہ اجل جو کسی کی موت کے لئے مقرر فرما دی گئی ہے جب وہ آتی ہے تو پھر اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوا کرتی وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ: اللہ تعالیٰ ان باتوں سے خوب اچھی طرح واقف ہے جو تم کرتے ہو۔

گزشتہ خطبہ میں جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی اس کا مضمون ان لوگوں سے تعلق رکھتا تھا جو خدا کی یاد پر دنیا کے اموال اور دنیا کی نعمتوں کو آگے بڑھانے میں زیادہ معروف عمل رہتے ہیں اور

خدا کی یاد پر دنیا کو ترجیح

دیتے ہیں اور خدا سے غافل ہو جاتے ہیں ان کا کیا انجام ہے اس کا پہلے ذکر گزر چکا ہے ان کو دنیا کی دوڑ خدا کی طرف جانے سے غافل کر دیتی ہے فرمایا کہ اے ایمان لانے والو تم ایسے نہ بننا کیونکہ اگر تم بھی خدا کی راہ میں آگے بڑھنے سے اس لئے غافل رہ گئے کہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کے تقاضے تمہیں دوسری طرف بلاتے ہیں، تو لازماً تم بھی گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہاں اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ دیکھو ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب تم میں سے ہر ایک پر موت آئے گی اور وہ وقت ایسا ہے جو ٹالا نہیں جاسکتا اس وقت کے بعد اس دنیا کا حساب اس دنیا میں منتقل ہونے کا وقت آجاتا ہے جو خرچ تم پہلے نہیں کر سکے پھر اس کے خرچ کرنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا اس لئے یہ نہ ہو کہ تم پر ایسی حالت میں موت آئے کہ تم اللہ تعالیٰ سے تقاضا کرو کہ اے خدا کیوں نہ تم نے ہمیں کچھ مدت کے لئے اور مہلت دے دی اگر تو مہلت دیتا تو ہم بھی اچھے کام کرتے ہم بھی نیکیوں میں آگے بڑھتے اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دو طرح دیا اوّل یہ کہ جب خدا کی طرف سے آخری وقت مقررہ آجائے تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ کوئی اس وقت کو ٹال نہیں سکتا نہ خدا تعالیٰ اس کو آگے بڑھائے گا دوسرا جواب ہے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ مہلت مل جاتی تو ہم اچھے کام کرتے تو یہ جھوٹ ہے اگر ایسی بات ہوتی تو خدا ضرور مہلت دیتا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تمہارے اعمال سے کتنا گہرا باخبر ہے کہ ان اعمال پر نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا گیا ہے اس لئے یہ وہم کہ ہمیں اور مہلت ملتی تو اور نیکیاں ہم اختیار کرتے یہ جھوٹ ہے اس لئے آگے مہلت نہیں دی جارہی کہ اللہ کا احسان ہے کیونکہ ایسے لوگ جو بدیوں پر مستقل ہو چکے ہوں وہ مہلت ملنے پر بدیوں میں بڑھا کرتے ہیں پس یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی سختی نہیں ہے بلکہ ایک نرمی اور احسان کا سلوک ہے کہ جتنی بدیاں کر لی گئیں انہی پر آخر پر اکتفاء کرنے کا موقعہ عطا فرما دیا ورنہ انسان کو مزید زندگی ملتی تو ان بدیوں پر اکتفاء نہ کرتا بلکہ اور آگے بڑھتا چلا جاتا۔

یہ وہ مضمون ہے جسے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیش نظر رکھے ہوئے ہے اور دنیا میں ایسی کوئی جماعت نہیں جو خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی اس دنیا کی زندگی میں آخرت کی زندگی کے لئے اموال آگے بھیج رہی ہے یعنی وہ مال جو یہاں خرچ کرتی ہے وہ دراصل آخرت میں منتقل ہو رہے ہیں یہ ایک

روحانی Banking سسٹم

ہے اور اسی ذریعہ سے اموال دوسری طرف منتقل ہو سکتے ہیں اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اموال منتقل کرنے سے متعلق اس سے پہلے بھی قوموں نے غور کئے ہیں اور کچھ حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ فراعین مصر کے علاوہ اور بھی ایسے رواج دنیا میں پائے جاتے تھے کہ مرنے والوں کے ساتھ اُن کے مال و دولت بلکہ بعض دفعہ زندہ غلاموں کو مار کر ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا کہ وہ بھی اگلے جہان میں منتقل ہو جائیں اور جانے والا خالی ہاتھ نہ جائے یہ سب جاہلانہ اور ناکام کوششیں تھیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے نظام میں بھی ایک TARIFF لگا ہوا ہے ایک TARIFF POST ہے جس طرح امیگریشن کی پوسٹ ہوتی ہیں اور کسٹم کی پوسٹ ہوتی ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے موت کو ایک ایسی پوسٹ بنا دیا ہے جس سے آگے نہ کوئی بغیر اجازت

جا سکتا ہے نہ بغیر منظوری کے کوئی مال وہاں سے گزر سکتا ہے لیکن مال کے انتقال کے لئے ایک بینکنگ سسٹم ہے وہ اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دینے کا نظام ہے اور قرضہ حسنہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا اس کے دو معانی ہیں۔

اوّل یہ کہ اس دنیا میں کبھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے اور خدا کے نام پر کچھ دینے والا اس دنیا میں کبھی خالی ہاتھ بغیر ادائیگی کے نہیں رہا کرتا بلکہ تمام محاورہ میں جو کہا جاتا ہے کہ دا دنیا صد آخرت تو کچھ ویسی ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیفیت ہوتی ہے۔ بہت سے مالی قربانی کرنے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیا تو خدا نے اس سے بہت بڑھا کر اسی دنیا میں واپس کر دیا لیکن جو حساب ہے اُسے بھی قائم رکھا اور آخرت پر اس حساب کو ٹال رکھا ہے۔ فرمایا کہ یہاں جو ہم تمہیں دیتے ہیں یہ تو صرف نیکی کا ایک مزہ چکھانے کی خاطر ہے جو قرض واپس ہوگا وہ آخرت میں ہوگا اسی لئے قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ مضمون ملتا ہے کہ وہ لوگ جو اس دنیا میں کوئی نیکی نہ کما سکے بلکہ بدیوں کے انبار سر پر لادے ہوئے اس دنیا سے چلے گئے ان کو خدا تعالیٰ یہ فرمائے گا کہ اب خرچ کا کوئی وقت نہیں اب اگر تم سونے کے پہاڑ بھی لے آؤ۔ دولت کی زمین جیسی بھری ہوئی وادیاں اور اس سے بھی بڑھ کر جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے سب کچھ خرچ کرنے کا ارادہ بھی کرو تو تب بھی وہ قبول نہیں ہوگا ظاہر ہے کہ ان کے پاس تو وہاں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اُن کے پاس تو ایک کوڑی بھی نہیں ہوگی کیونکہ جو آگے بھیجنے والے ہیں وہ بھی اور جو نہ بھیجنے والے ہیں وہ بھی مالک یوم الدین کے سامنے بالکل خالی ہاتھ ہوں گے کیونکہ ابھی حساب کرنے کا وقت ہے حساب چکانے کا وقت نہیں حساب کے دوران اُن کو یہ خبر دی جائے گی کہ تمہارا حساب تو کچھ بن سکتا ہی نہیں کیونکہ جس نے دنیا میں جمع نہیں کرایا وہ آخرت میں جمع نہیں کروا سکتا اور دنیا میں واپس جانے کا وقت کوئی نہیں اس لئے یہ محاورۃً فرمایا گیا ہے کہ سونے کے پہاڑ ہوں یا زمین و آسمان کے برابر دولتیں ہوں جو کچھ تم خرچ کر دو گے تب بھی اس وقت تمہیں کچھ نہیں ملے گا جس کا ایک معنیٰ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُن کی اولادیں اگر ان کے بعد کچھ خرچ کریں تب بھی ان کی جزا ان کو نہیں پہنچے گی۔ چنانچہ میں نے اس مضمون پر غور کر کے دیکھا ہے بہت سے مولوی بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس دھوکہ میں مبتلا رکھتے ہیں کہ جو نیکیاں اُن کے والدین نہیں کر سکے اُن کے مرنے کے بعد وہ نیکیاں کریں تو ان کا ثواب ان کو پہنچے گا قرآن کریم اس مضمون کو کلیتہً رد کرتا ہے اور جھٹلاتا ہے وہ نیکیاں جو انسان زندگی میں کرتا رہا ہو وہ وعدے جو نیکیوں کے وعدے تھے اور خلوص نیت سے کئے گئے مگر وہ پورا نہ کر سکا ہو ان کے متعلق تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سند ملتی ہے کہ ایسے شخص کی وہ نیکیاں جو زندگی میں کیا کرتا تھا یا کرنا چاہتا تھا اگر وہ اولاد کرے تو اس کی جزا اس کو مل جائے گی لیکن بد کے لئے ایک بے نماز کے لئے چاہے کروڑ نمازیں پڑھی جائیں وہ نمازیں اس کو نہیں پہنچ سکتیں۔ جو تلاوت کا خود مزا نہیں لیتا تھا جس کو ذکر اللہ میں مزہ نہیں آتا تھا بلکہ طبیعت گھبراتی تھی اس کے لئے قرآن خوانیاں خواہ ساری دنیا میں کرائی جائیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا چالیس دن چھوڑ کر چالیس سال چالیس لاکھ سال تک بھی کوئی اس کی خاطر قرآن پڑھتا رہے جس نے خود قرآن نہیں پڑھا جس کو خود قرآن سے پیار نہیں ہوا اُس کے لئے پڑھے جانے والے قرآن کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ یہ وہ نظام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے عالمی روحانی بینک کا یا بین العالم روحانی بینک کا رکھا ہوا ہے اور اس مضمون کو خدا تعالیٰ نے مختلف رنگ میں ہمارے سامنے پھیر پھیر کر بیان فرمایا ہے اس آیت میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں فرمایا کہ موت سے پہلے جو کچھ خرچ کرنا ہے اور یاد رکھو کہ موت کا وقت آئے گا تو ٹل نہیں سکے گا اور اس کے بعد تمہارا یہ کہنا بے کار ثابت ہوگا کہ کاش اے خدا تو ہمیں مہلت دیتا تو ہم کچھ

کر لیتے اور اس حساب کو آج اس دنیا میں منتقل ہوا دیکھ لیتے یہ مضمون ہے جو معنی کے لحاظ سے اس میں شامل ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے ان خوش نصیب بندوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اس دنیا میں خرچ کی توفیق بخشتا ہے اور بعض اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی توفیق بخشتا ہے اور جو خرچ کرنے والے ہیں وہ خود اس حال میں اس دنیا سے گذرتے ہیں کہ ان کے خرچ کی تمنائیں باقی رہ جاتی ہیں اور موت اس سے پہلے ان کو آن لیتی ہے ایسے لوگوں کے لئے جب یہ تحریک کی جاتی ہے کہ ان کی اولادیں ان کے نام پر خرچ کریں تو یہ کوئی نئی جاری کرنے والی رسم نہیں۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مصدقہ ایک نیک رسم ہے اور اس کے متعلق ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نیکی کرنے والوں کی نیکیوں کو بعد میں جاری رکھنا اولاد کے حق میں بھی اچھا ہے اور ان کے حق میں بھی جو گذر چکے ہیں۔

اب میں

مالی تحریکات سے متعلق کچھ تفصیلات

آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو مستقل مالی تحریکات ہیں ان کا ذکر تو سال بہ سال وقت معززہ پر ہوتا رہتا ہے لیکن کچھ متفرق تحریکات ہیں جو کچھ عرصہ چلتی ہیں اور پھر مکمل ہو کر ماضی کا قصہ بن جاتی ہیں اور پھر ان کی جگہ نئی تحریکات لے لیتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ مالی نظام مضبوط ڈوریوں سے بٹے جانے والے ایک رسّے کی سی شکل اختیار کر چکا ہے ایک تحریک ختم ہونے سے پہلے دوسری شروع ہو چکی ہوتی ہے اس کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور شروع ہو چکی ہوتی ہے جس طرح مختلف ڈوریوں سے رسّہ بٹا جاتا ہے تو ہر ڈوری کا سرا کسی نہ کسی جگہ پیچھے رہ جاتا ہے لیکن رسّہ اسی طرح مضبوطی سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ان معنوں میں جماعت احمدیہ کا رسّہ خدا کی طرف لے جانے والا رسّہ ہے خدا کی خاطر مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مختصر وقت کی وہ تحریکات جو چند سالوں پر محیط ہوتی ہیں ان کا ذکر کچھ عرصہ سے نہیں کیا گیا اور اسی کے نتیجہ میں جماعت کسی حد تک ان سے غافل بھی ہوئی۔ کلیتہً تو نہیں جیسا کہ میں حساب آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن جن تحریکات کا بار بار ذکر نہ کیا جائے یاد نہ دلائی جائیں ان سے عموماً غفلت ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہ غفلت زیادہ تر عہدیداروں سے ہوتی ہیں میرا یہ بڑا وسیع تجربہ ہے کہ جماعت کے پاس جب بھی تحریک پہنچے جماعت ضرور بڑی مومنانہ شان کے ساتھ اس پر لبیک کہتی ہے اور کبھی بھی جماعت نے بحیثیت جماعت مایوس نہیں کیا۔ پیغام پہنچانے والے سو جایا کرتے ہیں ان کو تھک کر نیند آ جاتی ہے اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے جو یہ نیا نظام ہمیں عطا فرمایا ہے۔ یہ انشاء اللہ بہت ہی برکتوں والے نتیجے پیدا کرے گا۔ کیونکہ آواز در آواز بات پہنچنا اور بات ہے۔ وسیلوں کے ذریعے پیغام ملنا اور بات ہے اور جس نے تحریک کی ہو براہ راست اس کی زبان میں اس کے جذبات کے ساتھ اُس کا منہ دیکھتے ہوئے بات سنتے ہوئے جو دل کی کیفیت ہے وہ اور ہی کیفیت ہوا کرتی ہے ناممکن ہے کہ سلسلہ در سلسلہ پیغام اسی قوت کے ساتھ لوگوں تک پہنچ سکیں اور اسی گہرائی کے ساتھ دلوں پر اثر سکیں جس طرح وہ شخص جو پیغام دینے والا ہے وہ خود پیغام دے اور اپنی زبان سے بات سنائے اور اس کے چہرے کے آثار بھی دکھائی دے رہے ہوں اور ایک ذاتی زندہ رابطہ اس سے قائم ہوا ہو اللہ کا فضل ہے کہ اب یہ رابطہ جو ہے یہ بڑھتا ہے اور بڑھ رہا ہے اور اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی مالی تحریکات

میں کبھی ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا کیونکہ ہمارے دیہات کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے خواہ وہ ہندوپاکستان میں ہوں یا غانا میں ہوں یا نائیجیریا میں یا کسی اور دوسرے ملک میں جہاں بات پہنچتے پہنچتے بہت مدھم پڑ جاتی ہے آواز کمزور ہو جاتی ہے اور بہت سے ایسے ہیں جہاں تک آواز پہنچتی ہی نہیں چنانچہ جب میں نے افریقہ میں پاکستان اور ہندوستان کی طرز پر مالی نظام جاری کرنے کا فیصلہ کیا تو شروع میں افریقہ کے یا بن ممالک میں یہ فیصلے ہو رہے تھے ان کے افراد نے اور عہدیداروں نے بڑی پریشانی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں تو یہ چیز نہیں چل سکے گی۔ ہم تو سال میں ایک دفعہ تحریک کرتے ہیں یا دو دفعہ اور وہ بھی جب بڑے اجتماعات ہوں تو وہاں جھولیاں پھیلا دی جاتی ہیں اور چادریں بچھا دی جاتی ہیں۔ لوگ بڑھ بڑھ کر جوش و خروش سے ان چادروں پر دولتیں نچھاور کرتے ہیں۔ یہی طریقہ ہے جو جاری رہ سکتا ہے اور ہمارے مزاج کے مطابق ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ کا ایک افریقن مزاج ہے اور ایک دینی مزاج ہے افریقن مزاج پاکستانی مزاج سے مختلف ہوگا لیکن دینی مزاج مختلف نہیں ہو سکتے اور ہم جو چندے دیتے ہیں وہ دینی مزاج کے مطابق دیتے ہیں اور جو عالمی نظام جاری کرنا چاہتے ہیں وہ دینی مزاج کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اگر قومی اور ملکی مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے نیکی کی تحریکات چلائی جائیں تو ساری دنیا کی جماعتیں پھر دوبارہ بٹ کر اسی طرح الگ الگ ہو جائیں جس طرح مذاہب میں پہلے تفرقے پڑتے چلے گئے اور فرقے وجود میں آتے رہے ایک جگہ کے احمدی کی روحانی شکل اور بن جائے گی دوسری جگہ کے احمدی کی روحانی شکل اور بن جائے گی اس لئے ان کے سب خوف و ہراس کے باوجود میں متأثر نہیں ہوا بلکہ ایک ملک میں تو میں نے مجبور کر کے حکماً یہ نظام اس عہد کے ساتھ جاری کروایا کہ تمہاری جتنی کمی ہوگی وہ میں پوری کروں گا لیکن ساری دنیا کے احمدی کی ایک ہی شکل بننی چاہیے ایک ہی صورت ظاہر ہونی چاہیے خدا کے بندے خدا کے حضور ایک قوم کی صورت میں اُبھریں جو محمد رسول اللہ کی قوم ہو۔ ایک ملت کی شکل میں آئیں جو اسلام کی ملت ہو اور روحانی مزاج کے لحاظ سے اور روحانی آداب کے لحاظ سے، روحانی اداؤں کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق دکھائی نہ دے۔ یہی مقصد میرے پیش نظر تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جہاں جہاں یہ تجربے ہوئے پہلے سال میں ہی خدا کے فضل سے ان کی توقعات سے بہت بڑھ کر آمدنیں شروع ہوئیں اور اب دوسرے دور میں میں نے یہ توجہ دلانی شروع کی کہ فرداً فرداً ہر گاؤں کی الگ الگ فہرستیں تیار ہوں اور ہر قسم کے چندوں کے نام درج کر کے اُن کے آگے چندہ دہندہ کا چندہ لکھا جائے اور یہ نظام ہندوپاکستان میں جس طرح رفتہ رفتہ عروج پذیر ہوا ہے رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوا ہے اس کے مطابق ساری دنیا کے احمدی اسی ایک رنگ میں رنگین ہو کر مالی قربانی کریں تو اس کے بھی خدا کے فضل سے اچھے نتائج نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ افریقہ سے ابھی پچھلے چند دنوں کی رپورٹوں میں اطلاع ملی ہے کہ جب ہم نے گاؤں گاؤں میں فہرستیں بنا کر رجسٹر تیار کروا کر چندے لینے کی مہم چلائی تو دیکھتے دیکھتے چندہ کہیں سے کہیں پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ۔

اُمّتِ واحدہ کے بننے کے ساتھ ایک نظامِ واحد ہوگا

اور کل عالم کے تمام ان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی صورت اور سیرت کے لحاظ سے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ کی شکل اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ اس میں نہ عربی کا فرق ہے نہ عجمی کا فرق ہے نہ کالے کا نہ گورے کا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ایک ہی قوم اور قوم کے ایک ہی حالات محمد رسول اللہ بیان کئے گئے اور ان کے ساتھ چلنے والے یعنی وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ تو یہ میری تمنا ہے کہ ساری دنیا کے احمدی مَعَهٗ میں شمار ہونے شروع ہو جائیں اس لئے یہ سارے نظام سب جگہ یکساں جاری کرنے ہوں گے۔ خدام الاحمدیہ میں بھی یہی شکل اختیار کی گئی۔ انصار اللہ میں بھی اور اسی طرح لجنہ میں بھی پھر خدا کے فضل سے تینوں ذیلی تنظیموں کے علاوہ سب سے اہم مرکزی شوریٰ کا نظام بھی تمام ملکوں میں نافذ کیا گیا اور جب بھی امارتوں کو اسی پرانی رٹ سے آزاد کیا گیا جس پر پہلے کام چل رہے تھے تو بعض دفعہ خطرات کا یہ اظہار ہوا کہ اس طرح خود سری کی عادت پیدا ہو گی۔ بعض دفعہ خدام جماعت کے کاموں میں دخل دیں گے اور الگ ایک نئی ڈگر اختیار کر لیں گے کہیں انصار دوسرا رستہ اختیار کریں گے۔ بہت انتظامی الجھنیں پیدا ہوں گی ان سے میں نے کہا کہ مجھے علم ہے جب نئے تجربے ہوتے ہیں تو امارت کا نظام نافذ کرنے کے لئے بھی دقتیں ہوں گی شروع میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب یہ نظام جاری کئے تھے تو اس وقت بھی تو دقتیں تھیں اور ان دقتوں سے گزر کر ہماری اصلاح ہوئی ہے۔ بعض اصلاحات محض نصیحت سے نہیں ہوا کرتیں تجارب سے گزر کر اور رگڑیں لگ لگ کر (یہ پنجابی کا لفظ رگڑا میں نہیں استعمال کر رہا۔ وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے مگر جب رگڑ لگتی ہے تو) ایک چیز صاف ستھری ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ پتھر جو پہاڑ کی چوٹیوں سے دریاؤں کے ساتھ بہتے ہوئے نیچے آتے ہیں ان میں سے بعض شروع میں تو بڑے کرخت ہوتے ہیں ان کے کنارے بڑے سخت چبھنے والے، بے ڈھنگے اور بے ڈھب ہوتے ہیں لیکن سو میل، ہزار میل، دو ہزار میل تک جب وہ ایک دوسرے سے رگڑتے، ٹکراتے اور مختلف قسم کی چکیوں میں پیسے جاتے ہیں تو آخر پر آپ جا کر دیکھیں کہ اتنے خوبصورت اور ملائم پتھر بن جاتے ہیں کہ بڑے بھی ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور چھوٹے بھی۔ ایک دفعہ اسی طرح میں نے دریا کے کنارے پر ایک بچے کو دیکھا اس نے ایک چھوٹا سا پتھر اٹھایا ہوا تھا اور اس کے حسن میں مست تھا اپنے گلے سے ملتا چلا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا "مائم پتھر مائم پتھر" یعنی اتنا چھوٹا تھا کہ ملائم پتھر کو ملائم پتھر بھی نہیں کہہ سکتا تھا لیکن یہ کہہ رہا تھا کہ "مائم پتھر پتھر" اور اس کو پتہ نہیں کہ "مائم پتھر" خدا تعالیٰ نے کس طرح بنایا ہے کتنا لمبا عرصہ اس بیچارے نے آزمائشوں میں سے گزرتے ہوئے تکلیفیں سہی ہیں اور کتنی ٹھوکریں کھا کر وہ پتھر ایک "مائم پتھر" بنا تو جماعت احمدیہ بھی اسی طرح "مائم پتھر" بن رہی ہے۔ ایسے تجارب میں سے گزرتی ہے۔ ٹھوکریں کھاتی ہے جگہ جگہ انا کے جذبات اٹھتے ہیں جگہ جگہ ابا پیدا ہوتا ہے بغاوت اور سرکشی کے رجحان سر پھر اٹھاتا ہے اور پھر اُن پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ ان کو سمجھا بجھا کر کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر کہیں نرمی سے کہیں سختی سے حالات کو درست کرنا پڑتا ہے لیکن خوشکن بات یہ ہے کہ ہر جگہ جماعت کا ردّ عمل بالآخر بہت ہی پیارا ہے۔ ہر سختی کو برداشت کر جاتی ہے لیکن نظام جماعت سے منہ نہیں موڑتی۔ خلافت سے جو گہرا تعلق ہے وہ ایک ایسا تعلق ہے جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں اور اسی تعلق کے بھروسے پر انسان بعض دفعہ اس یقین پر سختی کرتا ہے کہ یہ سختی دور پھینکنے کا موجب نہیں بنے گی بلکہ بالآخر قریب لانے کا موجب بنے گی تو وہ لوگ جو مجھے ڈراتے رہے اُن سے میں نے کہا کہ میری تو یہ خواہش ہے کہ میری زندگی میں جو کچھ ہونا ہے ہو جائے اور اس صدی میں جماعت سارے عالم میں اس طرح رواں ہو جائے کہ جو بھی کمزوریاں ظاہر ہونی ہیں باہر نکل آئیں۔ جہاں جہاں باغیانہ رجحان پیدا ہوتے ہیں یا ڈیموکریسی (DEMOCRACY) کے تصور پر نئی تحریکات چلتی ہیں ۔۔۔ چل جائیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے گا کہ میں یہ سارے معاملے انشاء اللہ دعائیں کرتے ہوئے اور سمجھا ۔۔۔ ہموار کر دوں گا اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر خدا تعالیٰ اس طرح مجھے توفیق دیتا چلا گیا تو اس معاملہ میں اگلے خلیفہ کے لئے ورثہ میں کوئی مسائل باقی رہ جائیں گے ایک مستقل جدوجہد تو اپنی جگہ ہے ہی وہ لوگ جن کی فطرتیں خدا کے حضور ہموار ہو جاتی ہیں ان کے اندر بھی وبلے

ہوئے شیطان تو رہتے ہی ہیں لیکن میں نظام عالم کی بات کر رہا ہوں جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے اور میرا تجربہ ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں جہاں عالمی نظام قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے شروع میں اجنبیت کی وجہ سے کچھ تردّد بھی پیدا ہوئے کچھ باغیانہ رجحان بھی ابھرے لیکن بالآخر ہر جگہ خدا کے فضل سے سب بگڑے تگڑے درست اور صاف ہو گئے اور ایک نئے ولولے اور نئی شان اور نئی جان کے ساتھ اور اطاعت کی پوری روح کے ساتھ نظام جماعت کو سہارا دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور نظام جماعت سے سہارا لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ پس یہ وہ تصور ہے جو جماعت احمدیہ کے نقوش کو زیادہ حسین بنائے گا ان کی دبی ہوئی پاکیزہ صلاحیتوں کو ابھارے گا۔ ان کے اندر غلط تصورات کو یا امنگوں کو دبائے گا۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ اس قابل ہیں کہ دسّٰھا والا سلوک کیا جائے اور کچھ ایسی ہیں جن کے ساتھ زکّٰھا والا سلوک کیا جائے دسّٰھا والا سلوک بدعادتوں اور بدخصلتوں کے ساتھ ہونا چاہیئے اور زکّٰھا کا مطلب ہے کہ جتنی پاکیزہ صفات خدا تعالیٰ نے انسان کو بخشی ہیں ذہنی ہوں یا قلبی ہوں جیسی جیسی بھی حسین صلاحیتیں انسان کو عطا فرمائی گئی ہیں مومن ان کو ابھارتا چلا جاتا ہے۔ ان کے نقش زیادہ نمایاں کھل کر، نکھر کر دنیا کے سامنے آتے ہیں۔ پس عالمی مالی نظام میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا سے جو یہ رابطے ہو رہے ہیں اس کے نتیجہ میں یہ نظام بھی ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ کیونکہ پہلے کبھی جماعت کو اس وسیع پیمانے پر براہ راست وقت کے خلیفہ کی آواز میں اس کی صورت دیکھتے ہوئے نصیحتیں سننے کا موقعہ نہیں ملا کرتا تھا۔ ربوہ سے قریباً ۱۰۰، ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ایسے لوگ بھی تھے کہ جو بوڑھے ہو گئے۔ لیکن کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ اور ہزارہا کی تعداد میں بڑی کثرت سے ایسی ایسی جماعتیں ہیں کہ جہاں عملاً ناممکن تھا کہ کبھی کوئی خلیفہ جا سکے کیونکہ اگر وہ تیز رفتاری کے ساتھ جیٹ رفتار کے حساب سے بھی گھومے تو جماعتیں اس تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک شخص اپنی زندگی میں تمام جماعتوں میں پہنچ کر، کچھ ٹھہر کر ہر شخص سے متعارف ہو سکے لیکن اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گھر گھر میں زیارتوں کے انتظام ہو رہے ہیں۔ اور جماعتوں میں بڑھتی ہوئی تعداد میں خدا کے فضل سے براہِ راست باتیں سننے اور صورت دیکھنے کے مواقع میسر آ رہے ہیں اس پر

بڑے بڑے دلچسپ تبصرے

بھی ملتے ہیں۔ آج کل تو کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں لوگوں کی طرف سے بڑے دلچسپ تبصرے نہ ملتے ہوں اور شعر و شاعری بھی شروع ہوئی ہے اور شعر و شاعری میں ایک مشکل یہ ہے کہ مجھ سے توقع کی جاتی ہے کہ میں ان کے شعروں پر داد بھی دوں اور میری مشکل ہے کہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اب کروں کیا محبت کا تقاضہ ہے کہ داد دوں۔ سچائی کا تقاضہ ہے کہ خاموشی اختیار کروں اور جہاں خاموشی اختیار کی گئی۔ وہاں یاد دہانی کے تقاضے آنے شروع ہو گئے بار بار یاد دہانیاں آئیں کہ آپ نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا جو نظم بھیجی تھی اس کی تو بات ہی نہیں کی خط میں خالی دعائیں بھیج دیں مگر میں نے جو کلام بھیجا تھا اس کا تو کوئی ذکر ہوتا پھر لکھنا پڑتا ہے کہ آپ کی باتوں میں، جذبات بہت پیارے ہیں خیالات بھی شاعرانہ ہیں لیکن جس مصیبت میں آپ مبتلاء ہو گئے ہیں اس سے نکلیں آپ کے بس کی بات نہیں ہے تو کوشش کرتا ہوں کہ جس حد تک ہو حوصلہ شکنی کے بغیر دل توڑے بغیر نرم سے نرم الفاظ میں سچائی کا اظہار کروں لیکن ساتھ بہت اچھے اچھے کلام بھی ملتے ہیں بعض دوسرے شعرا کے بعض شعروں کا سہارا لے کر لوگ باتیں یاد کراتے ہیں مثلاً ابھی غالباً ربوہ سے ہی ایک خط آیا تھا اور اس میں ڈاکٹر فہمیدہ کا ایک پرانا شعر لکھا ہوا تھا کہ اب ٹیلی ویژن پر آپ سے ملاقاتیں کر کے جہاں بہت سی سیرابی بھی ہوئی وہاں یہ تمنا پہلے سے بھی بڑھ گئی کہ آپ جلد واپس آئیں اور وہ شعر یہ تھا ؎

گھر پہ تالا پڑا ہے مدت سے ؛ اس سے کہہ دو کہ اپنے گھر آئے

اس شعر میں جو فصاحت و بلاغت ہے وہ اس کی سادگی میں ہے اور آخری مصرعہ میں جو حکم کا انداز پایا جاتا ہے جیسے کوئی بڑی بوڑھی ماں بچے کو کہتی ہے کہ چلو گھر واپس آؤ دیر ہو گئی ہے اب اس کو کہو کہ واپس آئے یہ جو انداز ہے یہ بڑوں بوڑھوں والا ہے اور جذبات نوجوانوں والے ہیں اور اس کی آمیزش نے اس میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دی جیسے مونا لیزا کے چہرے پر ایک کیفیت ہے جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا مگر جب یہ نظم چھپی تھی تو بڑی کثرت سے احمدیوں نے اس شعر کو اپناتے ہوئے اس شعر کی زبان میں اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا تو بعض دفعہ سادگی بھی اعجاز بن جایا کرتی ہے۔ ان کو تو میں نے لکھایا اگر نہیں لکھا تو اب جواب بتا دیتا ہوں کہ اب تو دنیا میں کتنے گھر ہیں جنہوں نے تالے بھی نہیں توڑے بلکہ چوپٹ دروازے کر کے ہر جمعہ میرا انتظار کرتے ہیں اور ہر گھر میں آتا ہوں اب وہ زمانے لد گئے جب آپ کہا کرتے تھے کہ ؏

گھر میں تالا پڑا ہے مدت سے

اب تالے ٹوٹنے کے وقت آئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ آج کی دنیا میں اگلی دنیا کی تصویریں ہمیں دکھائی جا رہی ہیں آئندہ کیا ہوگا اس کی جھلکیاں ہمارے سامنے ابھر ابھر کر تصویری نقش بن بن کر آج کے زمانہ میں سامنے آ رہی ہیں اور اس لحاظ سے ہماری نسل خوش نصیب ہے کہ یہ دو نسلوں کے سنگم پر ہے دو ادوار کے سنگم پر ہے دو نسلوں کے سنگم پر تو ہر نسل ہوتی ہے لیکن (یہ نسل) دو عظیم ادوار کے سنگم پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ زمانہ میں خلافت کا جماعت سے تعلق اسی ٹیلی ویژن کے رابطے سے ہی زیادہ تر ہو سکے گا اور یہ رابطہ شروع میں دو طرفہ ہو جائے گا یعنی جہاں سے کوئی خلیفہ خطاب کر رہا ہوگا ساری دنیا کی جماعتوں کی مختلف جگہوں سے جھلکیاں بھی اس کے سامنے مختلف ٹیلی ویژنز پر دکھائی جا رہی ہوں گی اور وہ دیکھ رہا ہوگا کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ باقی یہ مکس (MIX) کرنے والے ماہرین جو ہیں بہت حد تک ان کے اختیار میں ہے کہ کس منظر کو زیادہ نمایاں کر کے دکھائیں لیکن یہ ممکن تو ہو چکا ہے جب اس کی مالی توفیق ملے گی تو اس طرح شروع ہو جائے گا تو آئندہ کا ایک نقشہ تو یہ ہے کہ اس طرح ملاقاتیں ہوا کریں گی دوسرا یہ کہ ہر احمدی کے کانوں میں براہ راست خلیفہ وقت کی آواز پہنچے اور اس کی آنکھیں اس کو دیکھ رہی ہوں اور پھر دل میں یہ بھی طمانیت ہو کہ وہ بھی مجھے دیکھ سکتا ہے یہ ایک عجیب کیفیت ہے جو آئندہ دور سے تعلق رکھنے والی ہے ہم جو ان دو ادوار کے سنگم پر ہیں ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے وہ وقت بھی دیکھے ہیں جبکہ ہر شخص نہ صرف خلیفہ وقت سے ملاقات کرتا ہے بلکہ حق رکھتا ہے کہ جس کو توفیق ملتی ہے جب چاہے اپنے بچوں کو ساتھ لے کر آ کر بے تکلف ملتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں توفیق نہیں ہے ہم کیا کر سکتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نیا نظام جاری کر دیا ہے اور جماعت اس وقت گویا عملاً دو ادوار میں بٹی ہوئی ہے ایک حصہ وہ ہے جو ابھی تک پچھلے دور سے لطف اندوز ہو رہا ہے ایک حصہ ہے جو مستقبل میں آنے والا حصہ ہے اور اس کے مستقبل کا ابھی سے آغاز ہو چکا ہے اس پہلو سے بڑے پُر لطف دن ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی بعض لوگ جو اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں بڑے دردناک طریق پر کرتے ہیں خصوصاً بچوں کے جذبات عجیب عجیب قسم کے بے ساختہ

جذبات ہیں جن سے دل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ بعض دفعہ جذبات پر ضبط کرنا مشکل ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی پُر لطف باتیں ہیں۔ بعض درد ہیں جن میں لطف ہوتا ہے۔ ایک ماں نے لکھا، میرا بچہ جب بڑے شوق اور پیار سے دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اب یہ ٹیلی ویژن سے باہر کیوں نہیں آتے۔ ان کو کہیں کہ اب باہر آجائیں تو وہ دن بھی انشاء اللہ آئیں گے۔ مختلف ملکوں میں ٹیلی ویژن سے باہر بھی جایا کریں گے لیکن سر دست خدا نے پیاس بجھانے کا یہ جو انتظام فرمایا ہے اللہ اس میں بہت برکت ڈالے۔

اب میں تحریکات سے متعلق بتاتا ہوں۔ ایک تحریک

"افریقہ انڈیا فنڈ"

کی گئی تھی۔ اس میں بعد میں روس کو بھی شامل کر لیا گیا۔ ان تین علاقوں میں، افریقہ کے علاقوں میں اور روس سے مراد USSR یعنی سابقہ USSR کی ریاستوں میں اور ہندوستان میں بہت سے اخراجات کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ہندوستان سے پارٹیشن کے بعد خلافت کا جو براہ راست تعلق منقطع ہوا اس کے نتیجہ میں بہت نقصان پہنچے ہیں۔ جہاں پہلے ہی غائبانہ تعلق ہیں وہاں اور بات ہے جہاں ایک دفعہ تعلق قائم ہو جائے اور پھر دوری پیدا ہو جائے وہاں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پاکستان میں بھی یہی حال ہوا کہ بہت خرابیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کو خدا تعالیٰ نے اب اپنے فضل کے ساتھ دور کرنے کے سامان مہیا فرما دیئے ہیں اور جہاں جہاں ٹیلی ویژن کے ذریعہ خطبوں سے رابطے ہوئے ہیں وہاں کی جماعتیں لکھ رہی ہیں کہ حقیقت میں ہمارے پاس کوئی الفاظ نہیں ہیں کہ آپ کو بتا سکیں کہ ہم نے کیسی نئی زندگی پائی ہے۔ دلوں میں نئے ولولے جنم لینے لگے ہیں اور جماعت اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر بڑی قوت کے ساتھ آگے بڑھنے لگی ہے تو یہ اللہ کے احسانات ہیں جو اس نے ہم پر فرمائے لیکن ہندوستان میں لمبے عرصہ سے جو کمزوریاں پیدا ہو گئیں وہاں بہت زیادہ خرچ کی ضرورت تھی جو کیا جا رہا ہے۔ قادیان کو سنوارنے میں، اس کے وقار کو از سر نو بحال کرنے میں بہت بڑے اخراجات کی ضرورت تھی جو کچھ ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ انشاء اللہ ہوگا۔ اسی طرح باقی جگہ بھی جماعتوں کو تقویت دینے کے لئے ضرورت تھی۔ افریقہ میں بہت بڑے بڑے منصوبے جاری ہیں اور خدا کے فضل سے بہت سے ایسے ممالک ہیں جو اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جس کے بعد ایک یا دو قدموں میں پھر آگے کلیۃً وہ ملک احمدیت کی جھولی میں گرنے والے ہیں تو ایسے عظیم الشان مواقع سے استفادہ کے لئے جتنی دولت کی ضرورت ہے وہ تو ہمارے پاس نہیں لیکن اخلاص سے دیا ہوا چندہ اتنی برکت رکھتا ہے کہ جماعت ان راہوں میں جو کچھ بھی خرچ کرتی ہے وہ سینکڑوں گنا، ہزاروں گنا اثر دکھاتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام ہے۔ یہ بھی اُن جزاؤں میں سے ایک جزاء ہے جو قرضہ حسنہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اس کا نام سود نہیں ہے قرضہ حسنہ رکھا ہوا ہے۔ سود تو معین رقم دینے کا نام ہے۔ اس سے میں ضمناً آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے انسانی تعلقات میں بھی قرضہ حسنہ میں اللہ کے رنگ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی کہ جب تم اپنے بھائی سے کچھ لیتے ہو تو کوشش کرو کہ جب واپس کرو تو کچھ بڑھا کر دو اور اس مصیبت میں نہ ڈالو کہ وہ تقاضے کر رہا ہے، پیچھے پڑا ہوا ہے، بار بار کے پھیرے لگا رہا ہے اور تم وقت کو بھی آگے آگے ٹالتے جاتے ہو اور خود بھی اس سے دور بھاگتے جاتے ہو۔ وقت پہ دیا کرو۔ وعدوں کو پورا کرو۔ ساتھ ہی جتنا لیا ہے اس سے زیادہ دینے کی کوشش کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اموال میں برکت کے لئے یہ بہترین نسخہ ہے۔ خدا کی خاطر انسان مالی قربانی کرے اور اس کے بندوں سے یہ سلوک کرے کہ جب اُن سے لے، ان کو بڑھا کر واپس کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی یہ نسخہ استعمال کرے تو وہ دنیا میں غریب رہ ہی نہیں سکتا۔ اس کے اموال میں غیر معمولی برکت ہوگی بہرحال اب میں چندوں کے متعلق مختصر یہ بتاتا ہوں کہ جو تحریک کی گئی تھی۔ وہ پانچ کروڑ کی تھی۔ شروع میں تین سال کی مدت مقرر تھی۔ اس کے بعد بعض جماعتوں کے اصرار پر اسے بڑھا کر پانچ سال پر ممتد کر دیا گیا۔ پانچ کروڑ کی تحریک کے جواب میں جو کل وعدے موصول ہوئے اگر پاکستانی روپوں میں تمام دنیا کی کرنسی کو منتقل کیا جائے تو ۶ کروڑ ۳۵ لاکھ ۹۵ ہزار آٹھ سو یعنی تقریباً ۶ کروڑ ۳۶ لاکھ کے وعدے تھے۔ پاؤنڈوں میں یہ ۱۵ لاکھ ۸۹ ہزار آٹھ سو پچانوے کے وعدے بنتے ہیں۔ تین سال اس میں سے گزر چکے ہیں۔ چوتھا سال شروع ہو چکا ہے۔ ابھی تک وصولی میں کمزوری ہے۔ چنانچہ کل وصولی ۶ کروڑ ۳۵ لاکھ یا ۳۶ لاکھ کے مقابل پر ۳ کروڑ کے لگ بھگ ہوئی ہے (یعنی ۳ کروڑ ایک لاکھ) اور پاؤنڈوں میں پندرہ لاکھ ۸۹ ہزار کے مقابل پر ۷ لاکھ ۴۵ ہزار کی وصولی ہوئی ہے گویا نصف سے کچھ زائد ابھی ادائیگی باقی ہے۔

اس ضمن میں میں یہ عرض کر دوں کہ

بعض احمدی مخلصین

کا یہ طریق تھا اور ابھی بھی ہے کہ جماعت کو دینے کے علاوہ وہ اپنے وعدے براہ راست مجھے بھیجا کرتے تھے۔ اس سے ایک قسم کا ذاتی روحانی تعلق بھی اُن کے ساتھ قائم رہتا ہے اور نظر بھی رہتی ہے کہ کون کس توفیق کا آدمی ہے اور اپنی توفیق کی نسبت سے کتنا خرچ کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے یاد ہے کہ چوہدری شاہ نواز صاحب مرحوم مغفور تحریک سنتے ہی بلا استثناء ہمیشہ فوراً رقعہ بھیج کر اپنا وعدہ لکھوایا کرتے تھے اور جو وعدہ میں اپنا لکھواتا تھا ہمیشہ اس سے کافی بڑھا کر وعدہ لکھواتے تھے۔ اس لئے ان کی زندگی میں خصوصیت سے میں اپنے وعدے بیان کرتا تھا تاکہ وہ اور ان کے ہم مزاج لوگ یہ نظر رکھ کر کہ اس کا اتنا وعدہ ہے اس سے دگنا تگنا کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ ان کے خاندان کے افراد اپنا وعدہ الگ بھجوایا کرتے تھے اور یہ بات اُن کے چندہ دینے میں ہرگز مانع نہیں ہوا کرتی تھی کہ ہمارے ابا نے یا نانا دادا نے اتنی بڑی رقم ادا کر دی ہے تو ہم سب شامل ہیں۔ اُن کے وصال کے بعد پھر مجھے اس خاندان کی طرف سے ذاتی اطلاعیں آنی بند ہو گئیں جس کی وجہ سے پیچھے مجھے کچھ پریشانی ہوئی۔ میں نے کہا پتہ تو کروں کہ کیا ہو رہا ہے اور جب پتہ کیا تو یہ تسلی ہوئی کہ الحمد للہ چوہدری صاحب مرحوم کے خاندان نے مثلاً افریقہ انڈیا فنڈ میں ۳۶ ہزار ۱۲ پاؤنڈ کا وعدہ پیش کیا ہے جبکہ میرا ۱۵ ہزار کا تھا تو اس حد تک، تو یہ بات تسلی بخش ہے کہ مجھ سے کافی بڑھ کر یہ رقم پیش کی گئی لیکن وہ بات نہیں رہی کہ چوہدری صاحب پہلے اپنا الگ دیں اور باقی پھر بعد میں اسی طرح اپنی اپنی جگہ کوشش کریں۔ اسی لئے میں نے شروع میں تمہید میں ذکر کیا تھا کہ جو نیکیاں کوئی شخص اپنی زندگی میں کرتا ہے ان نیکیوں کو اس کے نام پر جاری رکھنا ایک بڑی سعادت ہے اور حضرت مصلح موعودؓ کی اولاد بھی اللہ کے فضل سے اس سعادت کو نہیں بھولی اور ایک بھی حضرت مصلح موعودؓ کا ایسا چندہ نہیں جو آپ نے اپنی زندگی میں دیا ہو اور بعد میں اولاد نے مل جل کر اور الگ الگ اسے بڑھا کر پیش نہ کیا ہو۔ جو چندے بعد میں آئے ہیں وہ بعد کی باتیں ہیں لیکن زندگی میں جو چندے جاری ہو گئے تھے ان کے متعلق میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انسان کو ضرور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے بزرگ آباء و اجداد، اپنے محسنوں کے نام اپنی محبت کا تحفہ بھیجنے کا جو طریق خدا نے ان کو مہیا فرمایا ہے اس سے وہ فائدہ اٹھائیں۔ جب یہ روحانی بینکنگ سسٹم جاری

ہے تو ایک جگہ آپ جو رقم جمع کرائیں گے وہ دوسری جگہ لازماً پہنچے گی۔ اگر وہ طریق منظور شدہ اور مسلّم ہو اور جب اس طریق کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تصدیق حاصل ہوگئی ہے تو پھر آپ کو کیا جھجک ہے۔ اس دنیا میں جمع کرائیں اُس دنیا میں لازماً ان کو خوشخبریاں ملیں گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ بعض دفعہ اُن کے ردّ عمل کو تصویری زبان میں خوابوں میں دکھا بھی دیتا ہے۔ ماریشس کے ہمارے ایک احمدی دوست ہیں کل ہی ان کا خط ملا کہ میں نے ایک رقم اپنے بزرگ والدین کی طرف سے ایک خاص مقصد کے لئے جماعت کے لئے پیش کی۔ کافی بڑی رقم تھی کہتے ہیں اسی رات میرے والد جو میرے بچپن میں فوت ہو گئے تھے اور کبھی آج تک مجھے خواب میں نظر نہیں آئے۔ خواب میں آکر ملے اور اس محبت سے ملے کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا اور صبح اٹھ کر مجھے سمجھ آئی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے پہلی جزاء یہ دی ہے کہ بتایا ہے کہ جن کے نام پر تم نے نیکی کی ہے اُن کو اطلاع مل گئی ہے اور اس نیکی کے نتیجہ میں ان کی روح تسکین پا رہی ہے تو اپنے بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور جان اور مال میں بہت برکت دے گا۔

فہرستوں میں اوّل دوئم سوئم کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سرِفہرست ہے۔ پاؤنڈوں میں اگر پاکستانی قربانی کو شمار کیا جائے تو ۳ لاکھ ۴ ہزار ۸۲۲ پاؤنڈ بنتی ہے اور وصولی کے لحاظ سے بھی اللہ کے فضل سے پاکستان صفِ اوّل میں ہے۔ پہلا نمبر ہے۔ وعدوں کے لحاظ سے کینیڈا کا دوسرا نمبر ہے اور وصولی کے لحاظ سے کینیڈا پانچویں نمبر پر چلا گیا ہے اور امریکہ وعدوں کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے لیکن وصولی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر آگیا ہے۔ اب میں آپ کو جلدی سے چند جماعتوں کے نام پڑھ کر سنا دیتا ہوں تاکہ باقی جماعتوں میں بھی پھر مسابقت کی روح پیدا ہو۔ نیک نمونے دیکھ کر دلوں میں شوق پیدا ہو کہ ہم بھی آگے بڑھیں۔

وعدوں میں پاکستان نمبر ایک ہے کینیڈا دو[۲]، امریکہ تین[۳]، جرمنی چار[۴]، برطانیہ پانچ[۵]، ماریشس چھ[۶]، جاپان سات[۷]، ناروے آٹھ[۸]، سوئٹزرلینڈ نو[۹]، انڈونیشیا دس اور باقی ممالک بعد میں۔

وصولی کے اعتبار سے پاکستان سب سے پہلے، پھر امریکہ ہے، پھر برطانیہ ہے، پھر جرمنی کی باری ہے، پھر کینیڈا، پھر ماریشس پھر ناروے، پھر جاپان، پھر سوئٹزرلینڈ، پھر انڈونیشیا۔ اس ضمن میں صرف یہ کہوں گا کہ جو وعدے ہیں وہ تو وصول کرنے ہیں انشاء اللہ۔ لیکن بہت بڑی ایسی تعداد ہوگی جو اس وقت میرا خطبہ دنیا میں براہِ راست سن رہی ہے اور ان میں سے ایک بڑی تعداد ہے جس نے اس وعدہ میں حصہ ہی نہیں لیا تو اُن سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس نیکی سے محروم نہ رہیں۔ چندے میں اصول یہ ہے کہ حسبِ توفیق جو ہے دیں۔ اگر ایک آنے کی بھی توفیق ہے تو خدا کے ہاں وہی مقبول ہوگا۔ امراء کو بڑی بڑی رقمیں پیش کرنے کا موقع ملتا ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ امراء درجوں میں آگے بڑھ گئے۔ پاکستان سے کسی نے ایک خط میں لکھا کہ ہم غریب چندے نہیں دے سکتے۔ آپ تحریکیں کرتے ہیں تو جو بڑے بڑے چندے دیتے ہیں وہ سر اونچا کر کے چلتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ جو سر اونچا کر کے چلتے ہیں خدا کے حضور اُن کے سر کی کوئی قیمت نہیں رہی۔ چندہ دینے والے تو انکسار میں بڑھتے ہیں۔ خشوع میں بڑھتے ہیں۔ خضوع میں بڑھتے ہیں اور جتنا زیادہ دیتے ہیں سر اتنا جھکتا چلا جاتا ہے بجائے اس کے کہ بلند ہو اور وہ سر صرف خدا کے حضور ہی نہیں جھکتا بلکہ اپنے غریب بھائیوں کے حضور بھی جھکتا ہے۔ اپنی نیکی کی توفیق کے نتیجہ میں وہ اپنے ان بھائیوں پر نظر کرتے ہیں جن کو توفیق نہیں اور ان سے پہلے سے بڑھ کر حسنِ سلوک کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں صرف اعلیٰ دینی مقاصد کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے کمزوروں اور مجبوروں کے لئے بھی خرچ کرتے ہیں تو خدا کی راہ میں خرچ کرنا تو انکساری بڑھاتا ہے۔ تکبّر تو نہیں بڑھاتا۔

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ آپ یوں کریں کہ صومالیہ فنڈ، بوسنیا فنڈ، فلاں فنڈ فلاں فنڈ، کی جو اتنی تحریکیں کرتے ہیں کیوں نہ میں آپ کو ایک نظام بنا دوں کہ ایک چندہ ہو بس۔ ساری دنیا میں جھگڑا ہی ختم ہو۔ ان کو پتہ نہیں کہ یہ کوئی ٹیکسیشن (TAXATION) کا نظام ہے ہی نہیں۔ جہاں ٹیکسیشن کی روح آئی وہاں سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ تو اور نظام ہے۔ زندہ ہے۔ خدا کی محبت کے نتیجہ میں زندہ ہے اگر محبت زندہ رہے تو اس میں تو ہر پہلو سے برکت ہی برکت پڑی ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا۔ کہ خلوص کی فکر کرو۔ چندے بڑھانے ہیں تو وہ خلوص سے براہِ راست تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں چندوں کی ادائیگی میں چہروں پر یبوست آنی شروع ہو جائے وہ چندے لینے کے لائق نہیں اور میرا اُن انسپکٹروں سے ہمیشہ اس بات پر جھگڑا رہا ہے جو پیچھے پڑ کر وعدے بڑھا کر لے کر آتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وقفِ جدید میں تو ایک موقع پر انسپکٹر بھیجنے ہی بند کر دیئے تھے۔ موازنہ کر کے ان کو دکھایا کہ تم پیچھے پڑ کر جو وعدے لیکر آتے ہو اُن کا بھاری حصہ، ایک بھاری فیصد ادا ہی نہیں ہوتا اور جو خود بخود دل کی محبت سے وعدے پھوٹتے ہیں وہ نہ صرف پورے ادا ہوتے ہیں بلکہ پہلے سے بڑھ جاتے ہیں اور ایک دفعہ ادا کرنے کے بعد بعض دفعہ دوست لکھتے ہیں کہ ہم نے ادا تو اسی وقت کر دیا تھا مگر چین نہیں آیا۔ اب خدا نے ایک اور رقم دی ہے اس میں سے بھی ہم ادا کر رہے ہیں

بوسنیا کی تحریک

میں اس وقت تک جو RESPONSE یعنی اپیل کے جواب میں لبیک کہا گیا ہے وہ ۸۷ ہزار ۶۷۲ پاؤنڈ ہے مگر یہ بہت ہی کم ہے۔ اتنے دردناک حالات ہیں اور اتنی بڑی ضرورت ہے کہ جو جہاد کرنے والے ہیں اُن کے لئے اُن کے پاس نہ بوٹ ہیں، نہ گرم کپڑے ہیں۔ بہت ہی دردناک حالت میں وہ دین کی خاطر یہ بڑا دردناک جہاد کر رہے ہیں تو جماعت احمدیہ کو انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر جسمانی لحاظ سے جہاد میں شرکت کی توفیق نہیں ہے تو مالی لحاظ سے تو کر سکتی ہے۔ چنانچہ ہم بڑے وسیع پیمانے پر رابطے بڑھا رہے ہیں۔ بعض ملکوں میں پچاس پچاس ہزار بوسنین مہاجرین ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنی ضرورت بتاؤ تو وہ بوسنیا کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہمارے بھائیوں پر خرچ کرو جو بڑی عظیم قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہاں جب میں نے وفد بھجوانے شروع کئے یعنی جماعت کو توفیق ملی تو ایک رپورٹ آئی ہے کہ اس میں کچھ جرمن نیک دل لوگ بھی شامل ہو گئے اور جماعت کے نمائندوں نے ٹرک لیا اور مال لیکر وہاں پہنچے تو کہتے ہیں کہ اتنے دردناک حالات تھے کہ وہ جو جرمن غیر مسلم تھے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ سخت سردی میں معصوم بچوں نے جن کے پاس چھوٹے بوٹ تھے انہوں نے آگے سے بوٹ کاٹ کاٹ کر تاکہ پاؤں کو آگے سے بھنچے نا اور پنجہ دبے نا، آدھا پاؤں باہر نکالا ہوا تھا اور کپڑے پورے نہیں تھے۔ فاقوں کا شکار۔ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ یہ اثر ہمارے دل پر اس وقت ہوا جب ہم نے کہا کہ ہمیں اور بتاؤ کہ تمہیں کیا ضرورت ہے، ہم پھر آئیں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہماری طرف نہ آؤ ان مجاہدوں کی طرف جاؤ جو بڑے دردناک حالات میں لڑ رہے ہیں ان کی مدد کرو تو جماعت کو اس سلسلہ میں دل کھول کر آگے قدم بڑھانا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ جماعت کے اموال میں برکت پر برکت دیتا چلا جائے گا۔ یہ روپیہ کم نہیں ہوگا۔ جتنا نکالیں گے اتنا بڑھے گا

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

اخبار احمدیہ

میں تمام احمدیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ رزقِ حلال کے حق میں جہاد کریں

رزقِ حرام کی طرف دنیا کی توجہ بڑھتی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں اخلاق کھائے جا رہے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن ۱۴ مئی (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ○

(البقرہ: ۱۶۹-۱۷۱)

ترجمہ اور مطلب:

اے لوگو! (خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہو، کسی خطۂ زمین سے تمہارا واسطہ ہو) زمین میں سے اپنے لئے وہی چیزیں چنو جو حلال ہیں (یعنی جس کے کھانے کی خدا نے اجازت دی ہے) اور طیب بھی (یعنی مزاج کے موافق ہیں) اس میں گویا خلاصۃً دو باتیں بیان کر دی گئی ہیں کہ جو خدا کا حق ہے اس کا بھی خیال رکھنا اور جو اپنے نفس کا حق ہے اس کا بھی خیال رکھنا اس کے نتیجہ میں تمہاری صحتیں اچھی رہیں گی تمہارا معاشرہ اچھا رہے گا۔ تم کئی قسم کی خرابیوں اور تکلیفوں سے بچ جاؤ گے۔

حضور انور نے فرمایا۔ آج میں لین دین کے معاملہ میں حلال کا مضمون خصوصیت سے بیان کرنا چاہتا ہوں وہ رزق جو رشوت کے ذریعہ حاصل کیا جائے وہ رزق جو چور بازاری کے ذریعہ حاصل کیا جائے وہ رزق جو کسی کے اوپر ظلم کر کے اس کا مال کھا کر حاصل کیا جائے وہ رزق جو چیزیں بیچتے ہوئے دھوکہ دے کر حاصل کیا جائے حصول رزق کے یہ تمام ذرائع خدا کی ناراضگی کو مول لینے والے ہیں اور حلال کی تعریف سے نکل جائیں گے۔

حضور پُر نور نے فرمایا یہ وہ پہلو ہے جسکو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ جب آج کی دنیا کے مختلف ممالک کی اقتصادی حالت کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ رزق حرام کی طرف دنیا کی توجہ بڑھتی جا رہی ہے۔ ایسے ممالک جہاں کی اقتصادیات نسبتاً مستحکم ہے وہاں بھی جب چھان بین کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ قومی مال کھانے کا رجحان پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ بڑی بڑی کمپنیاں ہیں جو اثر و رسوخ والوں کے ساتھ ملا کر قومی دولت ذاتی کمائی میں تبدیل کر لیتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مشرق میں رزق حرام ماں کے دودھ کی طرح پیا جا رہا ہے لیکن مغرب میں بھی حرام رزق کے کھانے کی طرف توجہ بڑھتی جا رہی ہے۔ اور یہ رجحان اقتصادی حالت کے خراب ہونے کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا غریب ممالک میں غربت کی وجہ سے بد دیانتی بڑھ رہی ہے اور امیر ممالک میں بھی اب اقتصادی آزمائش کا دور شروع ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ امیر ممالک دکھاوے کا معیار اور کھوکھلا معیار برقرار رکھنے ہیں ایسا معیار جسے ان کی اقتصادیات سہارا نہیں دے سکتی چنانچہ اس فرضی معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کئی قسم کے دھوکے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں پھر اخلاق بڑی تیزی کے ساتھ کھائے جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا امیر ممالک اس سٹیج پر پہنچ چکے ہیں کہ ان کی اقتصادی ترقی اب کچھ عرصہ کے لئے یا رکے گی اور یا پھر تنزل اختیار کرے گی۔

حضور پر نور نے فرمایا:۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یعنی رزق کے حصول کے ہر فیصلے کے وقت شیطان کچھ وسوسے دل میں پیدا کرتا ہے اور گھٹیا گھٹیا کمینے طریق دوسروں کی دولت لوٹنے کے دماغوں میں ڈالتا ہے اسی طرح ایک غریب آدمی بھی اپنی دو وقت کی روٹی کمانے کے لئے ایسے گھٹیا طریق سوچتا ہے۔ ایسا انسان اپنے لئے بھی جہنم بنا رہا ہوتا ہے اور قوم کے لئے بھی جہنم تیار کر رہا ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ حرام دولت سمیٹنا تو خطرناک بات ہے ہی لیکن جس قوم کے لیڈر اس قسم کے رزق حرام میں مبتلا ہو جائیں تو ساری قوم کا ستیاناس کر کے رکھ دیتے ہیں۔ بعض تیسری دنیا کے ممالک میں سیاست صرف روپیہ کمانے کی غرض سے ہے اور سیاست کے ذریعے دولت کے سرچشموں پر قبضہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور ایک کے بعد دوسری جو بھی حکومت آتی ہے بد دیانت آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیطان کی پیروی کرنے والے سن لیں کہ شیطان ایسے انسانوں کا کھلا کھلا دشمن ہے پس جنہوں نے شیطان کی پیروی کی انہوں نے دشمن کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔

حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم سوسائٹی کو ایسی ہلاکتوں سے بچائیں ایسی کوشش کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ہمارا فرض ہے اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ گمراہ معاشرہ جب بد دیانتی میں بڑھتا ہے تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس لئے یہ اصلاح اپنے بچاؤ کے لئے بھی ضروری ہے۔ میں تمام احمدیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ آپ رزق حلال کے حق میں جہاد کریں۔ اور دیانتداری کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جنازہ ہائے غائب:۔ نماز جمعہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

۱۔ محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب (محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے صاحبزادے تھے)

۲۔ عبد الباری صاحب ایڈیشنل نیشنل امیر بنگلہ دیش

۳۔ مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الرحمٰن صاحب ... مرحوم

۴۔ رسکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ ر میاں عبد السمیع نون ایڈووکیٹ

۵۔ ر امۃ اللہ بیگم ر اہلیہ ر ملک صلاح الدین صاحب درویش قادیان

۶۔ مکرم عزیز احمد صاحب پٹنہ انڈیا

۷۔ مکرمہ والدہ صاحبہ محترمہ ام ہانی مشتاق صاحب حیدر آباد۔ انڈیا

۸۔ مکرمہ والدہ صاحبہ ناصر احمد صاحب چوہدری آف شکاگو امریکہ

۹۔ مکرم حسن علی صاحب برادر اکبر مکرم محمد احمد صاحب جرمنی

۱۰۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ قریشی نور احمد صاحب آف کراچی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۷/مئی ۱۹۹۳

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱ کی تلاوت فرمائی۔

پھر فرمایا۔

اب تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا بھر میں ہر جمعہ کو کسی نہ کسی جماعت میں کوئی نہ کوئی ایسی تقریب منعقد ہو رہی ہوتی ہے کہ ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جمعہ پر ان کی تقریب کا بھی افتتاح کیا جائے یا اس کا ذکر ضرور ہو جائے۔ حضور نے فرمایا شروع شروع میں دل رکھنے کی خاطر ایسا کرنا پڑے گا لیکن بالآخر یہ ایسی ذمہ داری ہے جس کا ادا کرنا میری

(باقی ص ۲۲)

ایک بزرگ درویش کا القاءِ ربّانی

"سب کو چھوڑو خلیفے کو پکڑو"

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ قادیانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جماعت احمدیہ کے ایک نہایت بلند پایہ بزرگ تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ، ناظر خدمت درویشان کے نام پارٹیشن کے جلد بعد 50-2-5 کو قادیان سے جو خط لکھا وہ اس لائق ہے کہ اسے آج بھی دہرایا جائے اور آج کی احمدی نسلیں بھی اِن بزرگوں سے فیضیاب ہوں یہ ایسے ربانی وجود تھے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، اور دوسرے بزرگ ہمیشہ ان کو استخاروں اور دعا کے لئے کہا کرتے تھے اور ان کا بھی خدا تعالیٰ سے اتنا روشن اور زندہ تعلق تھا کہ ہر الجھے ہوئے مسئلہ کا جواب بڑی جلدی صفائی سے انہیں بتا دیا جاتا۔ خدا کرے کہ آج کی احمدی نسل میں بھی بکثرت ایسا اُجلا ذاتی تعلق باللہ رکھنے والے پیدا ہوں۔

مرسلہ مکرم منیر احمد صاحب جاوید۔ دفتر P.S. لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۞ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

حضرت محترمی حبی فی اللہ میاں صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۹۴۷ء کے فسادات میں جب حالات زیادہ بگڑ رہے تھے اور کچھ احمدی احباب بھی قادیان سے رختِ سفر باندھ رہے تھے۔ مجھے ازحد تشویش ہوئی کہ دارالکفر سے نکل کر قادیان میں آیا تھا۔ اب پھر کہاں جاؤں؟ اس وقت امیر جماعت آپ تھے میں براہِ راست آپ کے پاس اس لئے یہاں سے نکلنے کی بابت کبھی نہیں آیا لکھ کر یا مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو بھیج کر آپ کا عندیہ معلوم کیا۔ تو چونکہ صلحاء کی فراست میں نور اللہ ہوتا ہے۔ آپ نے یہی مشورہ دیا کہ آپ نہ جائیں۔ بعد میں جب حالات ادرا بتر ہو گئے اور حکم ہوا کہ جوان لڑکیاں اور بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں چلے جائیں۔ میں نے اس وقت بڑے اضطراب سے دعا کی تو یہ الفاظ میری زبان پر تھے:

"قادیان سے جانا شومیٔ قسمت ہے"

میں نے اپنی مرحومہ بیوی سے کہا کہ تم چلے جاؤ میں نہیں جاؤں گا۔ نہیں معلوم کیسی تکلیفیں پیش آئیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ آپ نہیں جاتے تو میں بھی نہیں جاؤں گی۔ پھر میں نے آپکے پاس مولوی فضل الدین صاحب کو بھیجا کہ یہ حالات ہیں۔ مولوی صاحب نے واپس آکر مجھے بتایا کہ ان حالات میں آپ کو میاں صاحب اجازت دیتے ہیں۔ بات تو صاف تھی کہ قادیان میں رہنا خوش نصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا منشاء بتا دیا تھا۔ لیکن حالات پیش آمدہ میں میں اپنی اہلیہ اور پانچ جوان لڑکیوں کو لے کر خدا کے فضل سے بارڈر پار کر گیا مگر بفضل تعالیٰ مجھے بعد میں اکیلے قادیان واپس آنے کی توفیق مل گئی۔ لیکن ابتداً قادیان سے نکلنے کا خیال اب بھی مجھے آتا ہے تو ازحد تکلیف ہوتی ہے۔ ۲۹ جنوری ۱۹۵۱ء کو میرے لڑکے کا خط آیا کہ آپ کی دعاؤں کے طفیل میں میجر ہو گیا ہوں۔ میں نے اسے لکھا کہ آپ بال بچوں والے ہیں آپ کے رزق میں فراخی باعث راحت ہے لیکن میری ازحد خوشی اس وقت ہو گی جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضاء لئے ہوئے جنت الفردوس میں داخل ہوں گے۔ نیکی سے غافل نہ رہیں۔ الحمد للہ میں اچھا ہوں۔ لیکن اکیلا رہنا اور تنہائی کبھی کبھی محسوس ہوتی ہے اس عرصہ میں میری دیرینہ رفیق حیات اور محسنہ بیوی بھی پاکستان میں فوت ہو چکی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا منشا ہے اس لئے خوشی ہی خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ حکیم ہے اس نے بھی اسبابِ مادیہ پر نظر رکھتے ہوئے اصلاحی صورت میں صدق و وفا اور اخلاص کو کچھ میلا ہوتا ہوا دیکھ کر آج رات، ساڑھے تین بجے کے قریب یہ فرمایا:-

"سب کو چھوڑو خلیفے کو پکڑو"

ہر کام کے لئے پہلے خیال ہوتا ہے پھر عزم پھر آلاتِ جسم کام کرتے ہیں۔ یہ اسی کا خاص فضل ہے کہ اس نے یہ الفاظ فرما کر بہت سے عرفان سے متمتع کیا اور چونکہ وہ طیب ہے اور طیب ہی قبول کرتا ہے اس لئے متنبہ کر دیا کہ سب کچھ ہی چھوڑ دو کہ ایسے خیالات کی رو بھی کبھی اس رنگ میں نہ آنے دو کہ قادیان میں رہنا کسی رنگ میں بھی ملال کا موجب ہو سکے جسمانی رنگ میں تو رشتہ دار چھوٹے ہو گئے ہیں اور بہت سے دوسرے عزیز اور دوست بھی چھوٹے ہوئے ہیں اور وہ وجود بھی چھوٹا ہوا ہے جس کے دیکھنے پر اس خواب کے بلا میرا ایمان نہایت مضبوط ہو گیا۔

برکاتِ خلافت

انعامِ خلافت ہے خدا تعالیٰ کی رحمت
وابستہ ہے اسلام کی اب اس سے ہی عظمت

اسلام کو ماضی میں جو حاصل ہوئی طاقت
یہ راز تھا طاقت کا کہ حاصل تھی خلافت

معدوم ہوئی قدرِ خلافت جو دلوں سے
تب آ گیا مسلم پہ عجب دورِ ذلالت

اب مہدیٔ موعود کا آیا ہے زمانہ
صد شکر کہ پھر ہم میں ہوئی جاری خلافت

توحید کی پھر چلنے لگیں ٹھنڈی ہوائیں
تثلیث کے ایوان کی مٹنے لگی نخوت

اب حضرتِ طاہر ہیں جو مہدی کے خلیفہ
حاصل ہے انہیں صبح و مسا مولیٰ کی نصرت

ظاہر کے ہیں ہر آن رواں فیض کے چشمے
دیتے ہیں وہ اب ٹی۔وی پہ بھی درسِ محبت

وہ نورِ محمدؐ سے جہاں کرتے ہیں روشن
بھرتے ہیں وہ ہر دل میں سدا دین کی الفت

مومن سے تیرا احسان یہ کہاں بھولے گا یارب
بخشی ہے ہمیں تو نے خلافت کی یہ نعمت

طالب دُعا:-
خواجہ عبدالمومن اوسلو (ناروے)

"رُخِ حبیبؑ"

حضورِ اقدس کو پہلی دفعہ دیکھکر

چشمِ خوابیدہ، دلربا چہرہ
روحِ پرور تھا بے ریا چہرہ

اُن کو دیکھا تو یوں ہوا محسوس
جیسے لگتا ہے آشنا چہرہ

کوئی نظروں میں اب نہیں جچتا
جب سے دیکھا ہے آپ کا چہرہ

ہولے ہولے اتر گیا دل میں
میری آنکھوں میں ڈوبتا چہرہ

بخت جاگا ہے بادہ نوشوں کا
میکدہ ساز، باوفا چہرہ

رات چھائی تھی دل کی بستی میں
چاند بن کر طلوع ہوا چہرہ

کتنے افسانے کہہ گیا مجھ سے
خامشی سے وہ بولتا چہرہ

آشیاں دل کا کر دیا روشن
نور برساتا رہ گیا چہرہ

پڑھ لیا دل نے چپکے چپکے سے
ایک روشن کتاب تھا چہرہ

درد کچھ کم ہوا شبِ ہجراں
دل میں اُبھرا ہے چاند سا چہرہ

جب بھی دیکھا ہے تجھ کو راحتِ جاں
دیکھتا رہ گیا تیرا چہرہ

اب مجھے فکر کیا ہو ساحل کی
کشتیٔ دل ہے ناخدا چہرہ

میرا ورثہ متاعِ لوح و قلم
علم کے راز کہہ گیا چہرہ

مردہ دل پا گئے حیاتِ نئی
کیا مسیحائی کر گیا چہرہ

نقشِ خامہ تو خوب ہے لیکن
اس سے بہتر ہے یار کا چہرہ

مختصر ہو، اگر بیانِ انور
شرحِ تقدیس، باخدا چہرہ

(نعمت انور یادگیر)

خلفاء احمدیت کی خدمت انسانیت

قسط: شیخ محمد فضل اللہ

جماعت احمدیہ کا قیام اس شریعت کے احیاء اور قیام دین کی خاطر ہوا ہے۔ اور دین ہی ہے جس نے انسان اور حیوان میں تمیز کر کے انسان کو با اخلاق باخدا اور خدا نما بنایا ہے۔ جو انسان اچھے اخلاق سے عاری اور برے اخلاق کا پیکر ہو حیوانوں سے بدتر ہے اور ایسی اخلاق رذیلہ سے انسان جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی انسانیت کی خدمت میں گذاری بچپن جوانی اور بڑھاپا ہمدردی بنی نوع انسان میں بسر ہوا حتی کہ آپ نے انسانی فلاح و بہبود کے لئے اپنی جان کو ہلکان کر دیا۔ آپ کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کہیں لوگوں کے بوجھ اٹھا رہے ہیں کہیں دوسروں کی تکلیف دور کرنے کے لئے اپنی جان کو خطرے میں ڈال رہے ہیں اور جہاں پر حقوق اللہ کی ادائیگی میں آپ نے بے مثال نمونہ دکھایا حقوق العباد میں بھی آپ بے مثال ہیں خدمت انسانیت کا زندہ گواہ آپ کی قرآن مجید کی وہ عملی تفسیر ہے جسے ہم احادیث کے آئینہ میں کسی قدر ملاحظہ کرتے ہیں۔ آپ کے عاشق صادق حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بھی آپ کی متابعت میں انہیں دو مقاصد کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ خلق خدا کی ہمدردی آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اسی نیک خلق کو اپنے ہر مبائع میں منتقل کیا حتی کہ بیعت کے الفاظ میں بھی ہمدردی کی شرائط داخل فرمائیں۔ جس کی ایک جھلک مسیح موعود نمبر میں قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ نہ صرف آپ نے خود اپنا عملی نمونہ دکھایا بلکہ اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بطور پیشگوئی جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:—

"وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کے لئے تیار ہوں اور تمام تر کوشش اسبابات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور رحمت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔"

چنانچہ خلفائے احمدیت بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے نہ صرف خود کوشاں رہے ہیں بلکہ ہر احمدی کو اس میں شریک کرنے کے لئے مختلف تحریکات کرتے رہے ہیں اور اس پر عملی جامہ پہنا کر ایسی خدمت انسانیت سر انجام دی ہے کہ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ صرف ایک ایک واقعہ اس مقصد کے لئے پیش خدمت ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال کو خدمت انسانیت کا سال قرار دیا ہے یوں تو کوئی دن اور لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا جب کہ جماعت احمدیہ بحیثیت مجموعی خدمت انسانیت کے کاموں میں مصروف نہ ہو۔

(۱) :— سیدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فن طب میں حاذق طبیب تھے آپ نے اپنے علم کو مخلوق خدا کے فائدے کے لئے وقف کر رکھا تھا اور اس فن سے نہ صرف طبی خدمات بجا لاتے بلکہ اگر کسی حاجت مند کو روپیہ پیسہ کی ضرورت پیش آتی تو مفت علاج کے ساتھ اس کی مالی امداد بھی فرماتے اور آپ کا مطب غرباء کے لئے ہر وقت کھلا رہتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے "تعلیم الاسلام سکول" کے نام سے اپنا مدرسہ جاری کرنے کا اعلان فرمایا اور اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی حضور نے مالی تحریک فرمائی جس پر آپ نے سب سے پہلے ماہوار رقم ادا کرنے کا وعدہ فرمایا اور اس طرح ۱۲۰ روپے ماہوار اسکول کے لئے چندہ دیتے رہے۔ نہ صرف یہ بلکہ غریب طلباء کو اپنی جیب سے معقول وظائف بھی دیتے آپ کی خدمت میں تو طلباء امداد کے لئے لکھتے رہتے تھے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ کبھی بھی کسی کو روپیہ موجود ہوتے ہوئے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹایا اور کچھ نہ کچھ امداد ضرور فرماتے اور محدود وسائل کے باوجود آپ زیادہ خرچ کرتے تھے قادیان میں آپ نے ایک شفا خانہ اپنے صرف خاص سے کھول رکھا تھا۔ جس میں ہر خاص و عام کو مفت دوا ملتی تھی۔ جنوری ۱۹۰۰ء کے الحکم میں سابقہ سال کی رپورٹ ان الفاظ میں چھپی۔

"روزانہ اوسطاً مریضوں کی ۶۰ سے لے کر ۸۰ تک تھی چنانچہ سال تمام میں جن لوگوں نے جسمانی فیض حاصل کیا ان کی تعداد قریباً ۲۰ ہزار ہے۔"

آپ دوا کی قیمت نہیں لیتے تھے بلکہ اگر کسی شخص کے لئے غذا کے طور پر دودھ یا ڈبل روٹی تجویز کرتے اور وہ آدمی کہتا کہ میں غریب آدمی ہوں خرید نہیں سکتا تو اپنی گرہ سے اس کی خوراک کا انتظام فرماتے۔ اور اس طرح بعض نادار لوگ بیماری کا بہانا بنا کر کئی کئی دن تک دودھ ڈبل روٹی کھاتے رہتے جو متمول مریض اچھے ہو جایا کرتے تھے وہ بسا اوقات بڑی بڑی رقمیں بطور نذرانہ آپ کو دیتے تھے۔ جن سے آپ ادویات مہیا فرماتے۔ علاج معالجہ کے معاملہ میں آپ احمدی غیر احمدی مسلم و کافر سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے آپ کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے استغناء کا مادہ ودیعت کر رکھا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

"حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑھیا دوائی لینے کے لئے آیا کرتا تھا اور وہ متواتر چھ سات ماہ تک آتا رہا۔ میں اور میر محمد اسحاق صاحب ان دنوں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتے تھے ہمارے لئے یہ عجیب بات تھی کہ وہ ہمیشہ ہی دوائی لینے آجاتا تھا۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ تم روز یہاں کیوں آتے ہو اگر تمہارا علاج نہیں ہوتا تو کسی اور طبیب سے علاج کراؤ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ان دنوں عموماً زکام کے مریضوں کے لئے نسخہ جات میں شربت بنفشہ لکھا کرتے تھے اس بڑھے نے کہا کہ چونکہ مجھے یہاں شربت پینے کو مل جاتا ہے اس لئے میں روز دوائی لینے آجاتا ہوں۔"
(الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۶۳ء)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں :—

"حضرت خلیفۃ المسیح (الاول رضی اللہ عنہ) کے انضباط اوقات کو اجمالی رنگ میں میں ایک ہی فقرہ میں ادا کر سکتا ہوں کہ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ میں آپ کا وقت گذرتا ہے ...... ایڈیٹر الحکم خصوصیت سے ان ہمدردیوں کا زیر بار ہے جو اس سے کی گئی ہیں۔ اس کی بیماری میں بلا درخواست رحمانیت کی صفت سے متعلق ہو کر اس کی تیمارداری فرمائی اب اس کی اہلیہ کی بیماری میں متواتر ایک نہیں دو دو تین تین آدمی متعین فرمائے خبریں دوائیں اور آپ کو حالات بتائیں اس لئے کہ آپ اعتکاف میں تھے۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ خاص لطف اور مہربانی ہے اور یہی حضرت امام علیہ السلام کا معمول تھا۔ پھر باوجود یہ کہ غم قوم اور فکر اسلام نے آپ کو گداز کر دیا ہے۔ اور طبی مشوروں کے لئے اوقات خالی نہیں رہے مگر جو مریض آپ تک پہنچ جاتا ہے اس کو دیکھنا اور دوا دینا بھی آپ کا کام ہے۔"
(الحکم ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

آپ کی حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جہاں کہیں رہے یتامیٰ مساکین اور طالب علموں کے لئے ملجا و ماویٰ بن کر رہے اور جب آپ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ کے مقام پر فائز فرمایا تو آپ نے یتامیٰ مساکین اور طالب علموں کے لئے جماعت میں چندہ کی تحریک فرمائی۔ اور ایک خطیر رقم اپنے پاس سے اس کار خیر کے لئے پیش فرمائی۔

ایک بار آدھی رات کے وقت مہاراجہ کشمیر کی طبیعت علیل ہو گئی اور اس نے آپ کو بلایا اسی وقت ایک مہترانی بھی آئی اور اپنے خاوند کی شدید بیماری کا ذکر کر کے زار و قطار رونے لگی۔ آپ نے پہلے مہترانی کے گھر

گئے اور بعد میں پیارا جبہ کے گھر۔ الغرض آپ کی زندگی ایسے خدمت خلق اور خدمتِ انسانیت سے بھری پڑی ہے۔

(۲) :- سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وہ دل کا حلیم ہوگا" "قومیں اس سے برکت پائیں گی" "اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" آپ کی ساری زندگی بھی خدمت خلق وانسانیت کا ایک سنہرا عظیم باب ہے۔

آپ کو بہت نمایاں رنگ میں خدمت انسانیت کی توفیق ملی۔ اخلاقی لحاظ سے کیا روحانی لحاظ سے کیا معاشی لحاظ سے کیا جسمانی لحاظ سے کیا ملک وقوم کے لحاظ سے کیا ساری دُنیا کی انسانیت کی خدمت کا سہرا آپ کے سر پہ رکھنا بے جا نہ ہوگا۔ دُنیا سے نفرت و فساد مٹانے کے لئے سب کو اتحاد و اتفاق کی لڑی میں پرونے کے لئے آپ نے پیشوایان مذاہب کے احترام کے قیام کے لئے جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کا اجراء فرمایا تاکہ ہر انسان نہ صرف اپنے پیشوا کی عزت کرے دوسرے کا مقام جان کر ان کا بھی احترام کرے اور اس طرح ان کے وسیلہ سے آپس میں پیار و محبت کی فضاء قائم ہو۔

جب بھی کسی اگہانی آفت سے کسی طبقۂ انسانیت کو نقصان پہنچا یا کسی طرح کے خدمت انسانیت کے مواقع پیدا ہوئے تو آپ فوری طور پر اسے دفاع کی کوشش فرماتے اور بلا لحاظ مذہب وملت بے لوث رضائے باری تعالیٰ کی جستجو میں ان کی خدمت کرتے۔ قومی و ملکی فسادہوں یا کوئی قحط و سیلاب ہو کوئی وباء پھیلے یا حادثہ اس کے دور کرنے کے لئے احباب جماعت میں بھی تحریک فرماتے اور خود بھی گراں قدر رقم سے اس میں حصہ لیتے۔ بلا لحاظ رنگ و نسل مذہب و ملت قوم و ملک آپ کی خدمات ایسی ہیں کہ اغیار بھی جن کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

تقسیم ملک کے وقت بے کس اور بے سہارا لوگ مشرقی پاکستان از بنگلہ دیش) کی تباہ کن سیلاب کاریوں میں جس طرح آپ نے لوگوں کی مدد فرمائی کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں۔

خدام الاحمدیہ کا قیام ہی آپ کے جذبہ خدمت انسانیت کا آئینہ دار ہے۔ خدام الاحمدیہ کے مقام اور اغراض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"تمہارا نام خدام الاحمدیہ ہے خدام الاحمدیہ کے یہ معنے نہیں کہ تم احمدیت کے خادم ہو خدام الاحمدیہ کے معنے ہیں تم احمدی خادم ہو ....

خدام الاحمدیہ جب ہم نے نام رکھا تھا تو اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ تم احمدیوں کے خادم ہو اگر تم یہ معنے کروگے تو بڑی غلطی کروگے اور ہم پر ظلم کروگے خدام الاحمدیہ سے مراد تھا احمدیوں میں سے خدمت کرنے والا گروہ تم خادم تو دُنیا کے ہر انسان کے ہو لیکن ہو احمدیوں میں سے خادم اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم احمدیوں کی خدمت کرو بلکہ مطلب یہ تھا کہ احمدی سٹینڈرڈ کے مطابق خدمت کرو۔"

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت اور شفقت و محبت ایسا بے کراں سمندر تھا جس کی انتہاء گہرائی کا اندازہ کرنا بہت مشکل تھا۔

(۳) :- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا دور خلافت بھی خدمت انسانیت کی تاریخ میں ایک شاندار حیثیت کا حامل ہے۔ آپ کو بالخصوص بچوں سے بہت پیار تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے "نصرت جہاں آگے بڑھو" سکیم کا منصوبہ پیش فرمایا جسے خدا تعالیٰ نے بے شمار برکتوں سے نوازا اس منصوبہ کے تحت نائیجیریا، غانا، گیمبیا، لائبیریا اور سیرالیون میں متعدد شاندار ہسپتال، سکول نہایت وسیع پیمانے پر دن رات خدمت خلق میں سرگرم عمل ہیں۔

"LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE" آپ کا وہ موٹو ہے جو تمام عالم کے جہانوں پر تلخی کا معیار وجہ لیس انسانیت کے لئے مژدہ جانفزا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"جب تک مجھے واسطہ پڑا میں نے دیکھا آپ بے حد ہمدرد تھے بے حد شفیق تھے لوگوں کے ذرا سے دُکھ سے آپ کو بہت دکھ پہنچتا تھا"

(بدر ۱۵ جولائی ۱۹۸۲ء)

زمانہ خلافت سے قبل اور بعد میں بھی آپ کو طلباء کی نشو و نما کا ہر وقت خیال رہتا تھا اور ان کی بہبود کے لئے مختلف ذرائع اختیار کئے ہوئے تھے غرباء کو کھانا کھلانے کے سلسلہ میں آپ نے متعدد بار تحریک فرمائی اور جماعت کے سامنے عظیم الشان تعلیمی منصوبہ پیش فرمایا تاکہ جماعت کے ہونہار بچے تعلیمی میدان میں آگے آئیں اور قوم و وطن کی خدمت کے قابل بن سکیں۔ آپ کی محبت سے متاثر ہو کر فرینکفورٹ کے نہایت بااثر اخبار نے لکھا۔

"جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بنی نوع انسان کے لئے محبت کا ایک سمندر ہیں"

آپ کی ساری زندگی اور بالخصوص ۱۷ سالہ دور خلافت خدمت انسانیت اور خدمت خلق کا ایسا شاہکار ہے کہ غیروں نے بھی آپ کو محبت وامن کا سفیر قرار دیا۔

(۴) :- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دور خلافت آج کی دکھی انسانیت اور تباہی کے کنارے پر کھڑی بے بس دُنیا کے لئے ایک روشن چراغ اور سہارا ہے۔ قوم و ملک رنگ و نسل اور مذہب و ملت کا فرق کئے بغیر آپ خدمت انسانیت کے لئے وقف ہیں نہ صرف خود بلکہ مختلف تحریکات کے ذریعہ ساری جماعت احمدیہ کو اس کار خیر میں شریک کرتے ہیں۔ آپ کا دور خلافت خدمت انسانیت کا ایک سنہری باب ہے ہر مصیبت زدہ کی امداد اور اس کا مداوا ہر ممکن امداد سے فوری طور پر کرتے ہیں۔ آپ کے خطبات دکھی انسانیت کی دُکھ درد سے بھرے ہوتے ہیں۔ سفید فام دل سے ان کی راہنمائی ہوتی ہے۔ آج صرف جماعت احمدیہ اس طریق سے دکھی انسانیت کی خدمت پر مامور ہے کہ بڑی بڑی حکومتیں بھی اس کے مقابل پر قاصر ہیں۔ ہمارے پاس اخلاص کی دولت ہے روپے کے انبار نہیں۔ ہماری خدمات بے لوث اور مخفی رہتی ہیں نام و نمود اور ریاء سے ہمارا واسطہ نہیں شہرت کا شوق نہیں محض اور محض بندگان خدا کی خدمت سے رضائے خدا مقصود و مطلوب ہے۔ اس مضمون میں بھی خدمت انسانیت کا اعلان کرنا مقصود نہیں بلکہ تحریص و ترغیب کی خاطر نمونۃً ایک دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور میں جو خدمت انسانیت ہوئی ہے اس میں ایران کے زلزلہ کے متاثرین کی خدمت۔ سوویت یونین سے آزاد ہونے والی نئی مسلم مملکتوں کی خدمت۔ بوسنیا کے مظلومین کی خدمت صومالیہ کے بھوکوں کی بے لوث خدمت اسی طرح افریقہ، ہندوستان اور دُنیا کے کئی غریب ممالک میں قدرتی وغیر قدرتی آفات سے متاثر مظلوم انسانوں کی خدمت شامل ہے۔ حال ہی میں ہندوستان میں بھاگلپور اور بمبئی کے متاثرین کی بلا لحاظ مذہب وملت آپ نے خدمت کی ہے۔ وہ رہتی دُنیا تک یاد رہے گی۔ نمونۃً چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت وسلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ۔

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہر گز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

اعلانِ نکاح وتقریبِ شادی

خاکسار کی بھتیجی عزیزہ جہاں آرا بیگم بنت مکرم جمال الدین انصاری صاحب آف سملیہ بہار کا نکاح عزیزم دلاور خان ولد مکرم قدرت اللہ خان صاحب کے ساتھ ۲۶/۴/۹۳ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم مولوی نعیم خان صاحب نے مبلغ تین ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اور اجتماعی دُعا کرائی ۲۹/۴/۹۳ کو مکرم شوکت علی صاحب کے مکان پر کوٹھی دارالسلام میں عزیزہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے (مبارک احمد کارکن فضل عمر پریس قادیان)

نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کی نورانی باتیں

از:- مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ احمدیہ

تحریر علم وفضل سے تبری کانتخی انتخاب اور رسا دگی وحسن لطافت میں لاجواب تقریر میں وہ نور معانی کی آب وتاب ہر دم زبان تھی شاہد فصاحت سے کامیاب

"حضرت مولوی صاحب علوم نقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کے معلومات رکھتے ہیں فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر وعرب وشام اور یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ تیار کیا ہے۔ اور جیسے اور علوم میں فاضل جلیل ہیں مناظرات دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں بہت ہی عمدہ کتابوں کے مؤلف ہیں۔ حال میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح ہی تالیف فرمائی ہے۔ جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے۔" (فتح اسلام صفحہ ۵۵)

یہ ہیں وہ قیمتی تاثرات حضرت مولانا نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی روحانیت کے بارہ میں وسعت معلومات کے بارہ میں نورانی تحریروں کے بارہ میں جس کو کہ مامور برحق حضرت اقدس احمد قادیانی علیہ السلام نے اس مختصر سی تحریر میں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کر کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ مامور برحق حضرت احمد علیہ السلام نے نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے تعلق سے یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

"وہ اُن کی رُوح محبت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔"

تو پھر آیئے ذرا اس عظیم ہستی اور عدیم المثال شخصیت کے بکھیرے ہوئے انمول یاقوت ومرجان جو کہ تحریر کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں ان پر غور سے مطالعہ کر کے اپنے اندر حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ کی طرح ایک نورانی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں۔ مورخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی کی تالیف "مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین" سے چند ایک دل گداز زندگی بخش حوالاجات پیش خدمت ہیں جو کہ خود حضرت مولانا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے ہی فرمودہ واقعات ہیں:-

★ "راولپنڈی میں ایک شخص صفدر علی تھا وہ عیسائی ہو گیا اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام نیاز نامہ تھا۔ ایک مولوی صاحب نے اس میں آیت وآمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم کی بحث دیکھی اور گھبرائے ہوئے میرے پاس آئے کہ قرآن شریف تو انجیل کو سچا بتاتا ہے۔ میں نے کہا کہ ما معکم کے مصداق تو یہودی ہیں نہ کہ عیسائی۔ مولوی صاحب کی سمجھ میں بات اچھی طرح نہ آئی تو میں نے اُن سے کہا کہ تم اس عیسائی سے جا کر یہ پوچھو کہ وہ انجیل جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی ہے کونسی ہے چاہیے کسی دوسرے نے ہی جمع کی ہو مولوی صاحب گئے اور دریافت کیا تو عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے یہاں عیسیٰ کوئی نبی نہیں۔ رہے ہمارے خداوند سو وہ تو خود کتاب نازل کرتے ہیں۔ تمیز بخشتے ہیں ان پر کوئی کیا کتاب نازل کرتا اور ان کو کوئی کیا تمیز سکھاتا۔ مولوی صاحب یہ جواب سُن کر میرے پاس آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ لو تم تو فارغ ہوئے اب اگر کوئی یہودی ہو تو بتاؤ اس کا بھی علاج بتائیں۔"

★ "ایک دفعہ ریل میں آتا تھا۔ ایک عیسائی مجھے ملا اُس نے کہا اب تو اسلام کے مقابل میں ایسی کتاب لکھی گئی ہے کہ اسلام اُس کے سامنے ہرگز نہ ٹھہرے گا۔ میں نے کہا وہ ایسی کونسی کتاب ہے کہنے لگا کہ اس کتاب کا نام تنقید القرآن ہے اور پادری عماد الدین نے لکھی ہے۔ میں نے کہا اس کی کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ تنقید سناؤ اُس نے کہا کہ قرآن نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ خاص قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش مکہ میں سے تھے دوسروں کی زبان نہیں بول سکتے تھے۔ اسی کتاب میں یہی ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن میں فلاں فلاں زبان سے اور فلاں لفظ فلاں زبان سے آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص قریش میں سے نہ تھے۔ اور قرآن شریف بھی خاص قریش کی زبان میں نہیں ہے۔ میں نے کہا دیکھو میں بھیرہ کا رہنے والا پنجابی آدمی ہوں اور اردو بولتا ہوں۔ تو کیا اس سے میرا پنجابی ہونا باطل ہو جائے گا۔ اور پھر قرآن شریف میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ خاص قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو کر سوچنے لگا اور کہا کہ آپ ہی کہیں قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت ہے یا نہیں جس میں لکھا ہو کہ یہ قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ وہاں تو صرف یہ لکھا ہے بلسان عربی مبین یہ سن کر مجھ سے کہنے لگا کہ آپ نے تو اُس کتاب کا ستیاناس ہی کر دیا۔"

★ "ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کیوں کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا تم یہ تو بتاؤ کہ تم کسی بات کے قائل بھی ہو جو کسی مذہب نے مانی ہو کہا کہ ہاں دُعا کا قائل ہوں۔ میں نے کہا زمین گول ہے۔ نماز کا وقت زمین پر ہر جگہ ہوتا ہے مسلمان دُنیا کے ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں یعنی ہر وقت سینکڑوں ہزاروں لوگ نماز پڑھتے ہیں پھر ہر نماز میں درود پڑھی جاتی ہے اور یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ تم بتاؤ کوئی رسول بھی ایسا ہے جس کے لئے اس قدر دُعائیں مانگی جاتی ہوں اور مانگی گئی ہوں۔"

★ "ایک پادری نے مجھ سے کہا کہ تمہارے یہاں قرآن میں مکہ کو زمین کی ناف کہا ہے۔ میں نے کہا یہ قرآن شریف موجود ہے اس میں کہیں ناف کا ذکر نہیں۔ ہاں بائیبل میں یاجوج ماجوج کے ذکر میں مذکور ہے کہ وہ زمین کی ناف پر چڑھائی کریں گے حدیثوں میں البتہ ناف کا ذکر ہے بچہ ناف کے ذریعہ سے غذا حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح مکہ میں جو کتاب نازل ہونا شروع ہوئی اس نے ہم کو روحانی غذا پہنچائی۔"

★ "ایک مرتبہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ہم تم کو عمل تسخیر بتائے دیتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں ہے ہم نے تمہارے لئے مسخر بنا دیا۔ اب اس سے زیادہ آپ مجھ کو کیا بتائیں گے؟ سن کر حیران سا رہ گیا۔"

★ "ایک مرتبہ ریل میں ایک انگریز ہمارے ساتھ سوار ہوا اس کا نام ڈنکسن تھا ایک اور منشی جمال الدین تھے انہوں نے اُس انگریز سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ قرآن شریف خوب جانتا ہے۔ وہ انگریز میرے پاس آ گیا اور کہا آپ نے ما قتلوہ وما صلبوہ پر غور کیا ہے؟ میں نے اُس کو بہت تفصیل سے سمجھایا اس نے مجھ سے سُن کر کہا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ میں نے کہا نورالدین ہے کہا جموں والا؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ فوراً علیحدہ ہو گیا اور پھر تمام سفر میں مجھ سے بولا ہی نہیں۔"

★ "میں ایک مرتبہ سورۃ مائدہ کے پہلے رکوع کی آیت الیوم اُحل لکم الطیبٰت وطعام الذین.... پڑھ رہا تھا کہ ایک مسیحی جو بڑا آدمی تھا آ گیا اس نے اعتراض کیا کہ مولوی صاحب یہ تو بڑا ظلم ہے اسلام نے ہماری لڑکیاں تو تم کو دلا دیں اور تمہاری لڑکیاں عیسائیوں کو نہ دینے دیں۔ میں نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں اس میں ایک بڑی پیشگوئی ہے خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عیسائی مسلمانوں کے بادشاہ ہوں گے پس مسلمانوں کو کہا کہ تم تو شوق سے ان پر بادشاہی نہ کرو لیکن وہ بغاوت وغیرہ کی باتیں تم پر کریں گے اس لئے تم ان کی لڑکیوں سے شادی کر لو تاکہ اُن کو معلوم ہو کہ ہماری تو لڑکیاں مسلمانوں کے گھر میں ہیں یہ اگر بغاوت کریں [illegible]"

کا جو انسوں شیطان نے کان میں پھونک دیا ہے وہ دماغوں سے نہیں نکالتے۔"

(صدق جدید یکم مارچ ۱۹۷۴ء)

اخبار تنظیم لکھتا ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علی منہاج نبوت کا نظارہ ہوگیا تو ہو سکتا ہے کہ ملت اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے۔ اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے اور بھنور میں گھری ہوئی یہ ملت اسلامیہ کی ناؤ کسی طرح ان کے نرغہ سے نکل کر ساحل عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خدا پوچھے گا کہ دنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے راہ ہموار کی کیا اسلام کے غلبہ کے لئے بھی کچھ کیا؟"

(اخبار منتظم اہلحدیث ۱۷ ستمبر ۱۹۶۲)

شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

؎ تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قارئین کرام! خلافت کی ضرورت اور اہمیت کا احساس صرف عوام اور مفکرین کو ہی نہیں بلکہ مسلم حکمرانوں کو بھی ہے کہ اب مسلمانان عالم کے اتحاد کا واحد ذریعہ صرف خلافت ہی ہے۔ اور اسی احساس نے کبھی انہیں عیدی امین کو اور کبھی شاہ فیصل کو خلیفۃ المسلمین بنانے پر مجبور کیا کبھی شاہ ایران، کبھی صدر لیبیا اور کبھی فلسطینی لیڈر یاسر عرفات کی طرف ان کی نظریں اٹھیں۔ مگر اس امت مرحومہ کی کشتی کو منجدھار سے پار لگانے والا کوئی ناخدا نہ بن پایا۔ کیونکہ ان کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہوئی کہ امت مسلمہ کی نگاہیں شاہ فیصل اور عیدی امین جیسے عشق پرست کی طرف اٹھی اور اگر نہیں اٹھیں تو قرآن مجید کی طرف نہ اٹھیں جو ہماری جسمانی اور روحانی ہر دو ترقیات کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ کاش وہ قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت استخلاف پر نظر ڈالتے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت حقہ کا وعدہ فرمایا ہے یہ آیت ایک ایسی پر نور آیت ہے جو ساری تاریکیوں اور خلافت کے مسئلہ میں پیش آنے والے سارے شکوک شبہات کو کامل طور پر دور کر دیتی ہے اور خلافت کی حقیقت ماہیت اور ضرورت اور برکات پر ایسی شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے کہ اگر ہم اس کے مضمون پر اخلاص کے ساتھ غور کریں اور اس آیت کو ہمیشہ

موجودہ دور میں مسلمانوں کی خلافت کیلئے بے قراری اور ناکامی کی وجوہات

از مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم سیکرٹری تبلیغ حلقہ نور قادیان

زندہ قوم جہاں خود زندہ ہوتی ہے وہاں دوسری قوموں کی زندگی کا موجب بھی ہوا کرتی ہے۔ زندہ قوم کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے۔ زندہ قوم اپنے اسلاف اور بزرگان کے کارناموں اور ان کی روایات و تاریخ کو کبھی فراموش ہونے نہیں دیتی! امت مسلمہ جسے قرآن مجید نے خیر الامت قرار دے کر اُخرجت للناس کے الفاظ میں دوسری قوموں کی ترقی کے لئے کھڑا کیا ہے۔ بدقسمتی سے آج پستی کے ایک ایسے موڑ پر کھڑی ہے کہ بقول علامہ حالی ہے

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط رہ گیا اک اسلام کا نام باقی

اور بقول علامہ اقبال ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مسلمانوں کی اس پستی اور بدحالی کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ باوجود بڑے بڑے علمی اداروں، حکومتوں اور مال و اسباب کے ان کی ناکامی کی وجوہات کیا ہیں تو قرآن مجید اس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔

کہ اے مومنو! حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اگر تم نے اللہ کی رسی کو نہ تھاما تو اس کا نتیجہ صرف اور صرف انتشار اور افتراق ہی ہوگا۔ اور تم قطعاً جسمانی اور روحانی کسی بھی لحاظ سے ترقی حاصل نہیں کر سکتے

قارئین کرام موجودہ دور میں مسلمانوں کی بے قراری کا ذکر کرتے ہوئے اخبار تنظیم نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۳ء کے صفحہ نمبر ۴ پر ایک بزم کی طرف سے "ہمیں آپ کا مشورہ درکار ہے" کے زیر عنوان مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

"آج کے اس پُر آشوب دور میں جب کہ ہر چہرہ پہ تفکرات کی گرد جمی ہوئی ہے دل پریشان اور ذہن الجھا ہوا ہے امن و آشتی کی صبح مصائب و آلام کی تاریکیوں میں چھپ گئی ہے جدھر بھی دیکھئے ہم کمزور اور محتاج ہوگئے ہیں فرقہ بندی نے ہمیں مار رکھا ہے اور دوسری طرف سرخ اور زرد آندھی ہماری طرف بڑھ رہی ہے۔ اور دوستی کے پردے میں ہماری تباہی کے منصوبے بنا رہی ہے ہمیں ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کا پرچم بلند کرتے ہوئے ایک ہو کر آگے بڑھنا ہے۔ مگر کس طرح؟ قوم مسلم کو ایک بنانا ہے مگر کس طرح؟ ان سوالات کا جواب روانہ فرمائیں"

قارئین کرام مندرجہ بالا الفاظ کو اور جذبات ایک سچے مسلمان کے دل کی آواز ہیں خواہ وہ ان کے اظہار کی طاقت رکھتا ہو یا نہ۔ اس کا سر مارے شرم کے جھک جاتا ہے جب وہ یہ خبریں پڑھتا ہے کہ دو مسلم ممالک ایراق اور ایران ایک دوسرے کو مٹا دینے کا عزم رکھتے ہیں اور سعودی عرب اور پاکستان جیسی اسلامی مملکتیں غیروں کے ساتھ مل کر عراق کے سامنے صف آراستہ ہیں اور اس کا جگر پارا پارا ہو جاتا ہے جب وہ سنتا ہے کہ بوسینا جیسے نئی ایک ممالک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد علاقائی، لسانی اور مذہبی تعصبات کی بھینٹ چڑھ گئی ان گنت مسلمان بیوائیں اور یتیم بچے کیمپوں میں نان شبینہ کے لئے ترس رہے ہیں ایک مسلمان کا دل کف افسوس ملتا ہے جب وہ اپنے فلسطینی بھائیوں کے مصائب کی داستان ریڈیو اور ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے دیکھتا اور سنتا ہے ان واقعات کے علاوہ بھی مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور فرقوں میں اختلاف ہی اختلاف نظر آتا ہے وہ امت جس کا طرۂ امتیاز ہی اتفاق ہونا چاہیئے تھا وہ اس نعمت سے یکسر محروم ہے۔ ان حالات میں ایک سچا مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کاش ہم میں کوئی ایک ایسا روحانی راہنما ہوتا جس کے سامنے تمام عالم کے مسلمان حکم الٰہی کے مطابق سر تسلیم خم کر دیتے بالکل ویسا ہی جیسے اسلام کے دور اول میں خلفاء راشدین کی اطاعت میں سرشار ہو کر تمام مسلمان ایک انتظام کے تحت ایک سلک میں منسلک تھے اور ہم ہر قسم کے تسلط اور افتراق سے محفوظ اور اپنے واجب الاطاعت امام کی دعاؤں کے ذریعہ اور اسی کی ڈھال بن کر ہر قسم کی دینی و دنیاوی فکروں سے آزاد تھے

اس دور میں بھی مسلمانوں میں صحیح سوچ رکھنے والے اور اسلام کے سچے ہمدرد مفکرین نے مسلمانوں کی موجودہ بے قراری اور ناکامی و مشکلات کا حل صرف خلافت راشدہ کو ہی بتایا ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مرحوم نے فرمایا:

"اتنے تفرق و تشتت کے باوجود کبھی کسی کا ذہن اس طرف نہیں جاتا کہ عراق کا منہ کدھر مصر اور شام کا رخ کس طرف ہے۔ مصر کدھر اور حجاز کی منزل کون سی ہے اور لیبیا کی کونسی۔ ایک ایک خلافت اسلامیہ آج ہوتی تو اتنی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں مملکت اسلامیہ آج کیوں تقسیم ہوتی، ایک اسرائیل کے مقابلہ پر سب کو الگ الگ فوجیں لانا پڑتیں۔ ترک اور دوسرے مسلم فرمانروا آج تک تنسیخ خلافت کی سزا بھگت رہے ہیں اور خلافت چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی قومیتوں

مدنظر رکھیں تو ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں۔ اور وہ پاک نظام قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو قیامت تک ہمارے اور ہماری نسلوں کے لئے خدا کے فضل سے شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے اور دین کے جھنڈے کو بلند رکھنے اور روحانی اور اخلاقی اقدار کو قائم رکھنے کا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اور جس کے ذریعہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان قائم کیا جا سکتا ہے جس میں صرف خدا کی حکومت ہوتی ہے اور جہاں عزت و اکرام کی بنیاد صرف تقویٰ پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان رکھتے ہیں اور محض للہ اپنی طاقتوں کو اطاعت میں صرف کرتے ہیں۔ اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ وہ ان میں خلافت کا نظام جاری فرمائے گا۔ لیکن یہ وعدہ مشروط طور پر ہے۔ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کی شرط سے اسے مقید کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ تم اس برکت کے تبھی اہل بن سکو گے اور خدا کا وعدہ تمہارے لئے تبھی پورا ہوگا۔ جب تمہارے اندر ایمان اور عمل صالحہ کی صفات پائی جائیں۔ اور ایسے پاکباز اولیاء اللہ تمہارے اندر ہوں جو خدا تعالےٰ کو ہر چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور اس نظام کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نظام کے ذریعہ اسلام کی عظمت قائم ہوگی خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دیا جائے گا۔ اور توحید خالص کا قیام ہوگا اور جو شخص اس نعمت عظمیٰ سے پیچھے رہے گا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔

قارئین کرام! اس ارشاد خداوندی سے یہ امر واضح ہے کہ محض نام کی خلافت جس طرح بنو امیہ اور بنو عباس نے اپنے حاکموں کا نام خلیفہ رکھ دیا۔ یا جس طرح موجودہ دور میں شاہ فیصل کو خلیفہ بنانے کی ناکام کوشش کی گئی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خلافت حقہ ایمان اور عمل صالحہ کی شرط سے مشروط ہے۔ ہمارا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے ہم اپنی مادی کوششوں سے کسی کو بھی رداء خلافت نہیں اڑھا سکتے۔ خلافت ہونی چاہیئے جو حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ظاہر ہوئی کیونکہ جب خلیفہ خدا بناتا ہے تو پھر وہی اس کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے۔

مخبر صادق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسلمانوں کے موجودہ تشویشناک حالات کا ذکر فرمایا وہاں یہ خوشخبری بھی دی کہ مسلمانوں کا مستقبل بڑا روشن اور تابناک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لوکان الایمان عند الثریا لنالہٗ رجلٌ او رجالٌ من ھٰؤلاءِ

(بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۳)

کہ اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو تب بھی اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ذریعہ اس کو دوبارہ زمین پر واپس لائے گا آنحضرت کی بعثت اولیٰ کی طرح آپکی بعثت ثانیہ میں بھی قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ اس کی مزید وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں:۔

تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثُمَّ یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ثم سکت۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر صفحہ ۴۶۱)

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو اٹھا لے گا۔ پھر بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ تنگی محسوس کریں گے۔ پھر اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اور اس دور مظالم کو ختم کر دے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

مذکورہ حدیث میں امت مسلمہ پر آنے والے پانچ ادوار کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ سب سے پہلے نبوت کا دور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور تھا اس کے بعد خلافت راشدہ کا دور جس سے مراد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم کا بابرکت دور خلافت ہے۔

۳۔ تیسرا دور ملکاً عاضاً کا ہے جو بے گناہ اور معصوموں پر ظلم ڈھانے کا دور تھا جس میں حضرت امام حسینؓ اور دیگر اہل بیت و کبار صحابہ مظالم کا شکار ہوئے۔ ازاں بعد ملکاً جبریۃ یعنی جبری رنگ کی حکومت۔ اسلام میں یہ دور صدیوں تک چلا پانچواں دور وہ عظیم الشان دور ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوت یعنی پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کا دور شروع ہوگا۔ اور امام مہدی علیہ السلام جو ظلی نبی بھی ہوں گے کی وفات کے بعد خلافت قائم ہوگی جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب "مشکوٰۃ" میں جہاں یہ حدیث نقل کی گئی ہے وہاں اس کے بین السطور یہ الفاظ لکھے ہیں

الظاھر ان المراد بہ زمن عیسیٰ والمھدی

(مشکوٰۃ اصح المطابع کراچی صفحہ ۴۶۱)

یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت کے اس دور سے مسیح و مہدی کا زمانہ مراد ہے۔

قارئین کرام! جماعت احمدیہ قریباً عرصہ ایک سو چار سال سے مسلمانان عالم کو یہ خوشخبری دیتی چلی آ رہی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہو چکی ہے جن کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور دیگر ادیان باطلہ پر غلبہ کی راہیں ہموار کر دی گئی ہیں۔ اور آپ اس مقدس مشن کی تکمیل کے بعد مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت کا قیام بھی ہو چکا ہے اور آج جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ خلافت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت قیادت میں غلبۂ اسلام کی عظیم شاہراہ پر بڑی تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے۔ ہم تمام مسلمانان عالم سے دردمند دل کے ساتھ یہ اپیل کرتے ہیں کہ اگر واقعی وہ متحد ہونا چاہتے ہیں تو اب ان کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے موجودہ خلیفہ جو حبل اللہ ہے کو مضبوطی سے پکڑ لیں کیونکہ اب بغیر اس کے اتحاد ممکن نہیں گذشتہ ایک صدی کی کوششیں اور اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں ہر وہ کوشش جو آپ نے مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے کی ناکام ثابت ہوئی۔

ایک آپ ہیں کہ لیڈر اپنی ہی صورت کو نگار اور دوسری طرف جماعت احمدیہ ہے کہ جو نظام خلافت سے وابستہ ہو کر ہر صبح ترقی کا چڑھتا سورج دیکھتی ہے آپ حیران ہوں گے کہ باوجود مالی وسعت، اعلیٰ دماغ رکھنے والے افراد بڑے بڑے علمی ادارے اور حکومتوں کو تبلیغ اسلام کے لئے وہ نہ کر سکے جو غریب جماعت احمدیہ خلافت کی اس عظیم نعمت سے وابستہ ہونے کے باعث کر پا رہی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک

اللہ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کی منجملہ ترقیات میں سے ایک حالیہ عظیم الشان ترقی ملاحظہ فرمائیں کہ امام جماعت احمدیہ کا ہر خطبہ جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں دیکھا اور سنا جا رہا ہے جس کے ذریعہ حضور انور توحید الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور صداقت اسلام کی تبلیغ کھلے عام کر رہے ہیں۔

فتفکروا یا اولی الالباب

برادران اسلام! ہم پھر ایک مرتبہ آپ کو اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام کر بنیان مرصوص بن کر غلبہ اسلام کی اس مہم میں شامل ہونے کی

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

خلافتِ راشدہ کی برکات

از: مکرم طارق احمد خان صاحب قادیان

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل اپنی امت کو مطلع کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہو گا پھر یہ خلافت بھی اٹھ جائے گی اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت کا دور آئے گا کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دور آئے گا۔ پھر اس رنگ کی حکومت بھی اٹھ جائے گی اس کے بعد دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہو گی۔"

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

مذکورہ حدیث کے بارے میں شارحین نے واضح طور پر لکھا ہے کہ "الظاھر ان المراد بہ زمن عیسیٰ و المھدی" یعنی یہ خلافت جو علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ہو گی۔ (بحوالہ مشکوٰۃ)

یہ بات اس موقعہ پر ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ خلافتِ راشدہ کے دوسرے دور کا آغاز حضرت مسیح مہدی علیہ السلام کے زمانہ سے ہونا مقدر تھا کیونکہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ ایسی خلافت ہے جو نبوت کے ساتھ منسلک ہے۔ چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی شکل میں خاتم الخلفاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے خلیفہ سے قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا جس کے مظہر اول سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اس اہم مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا اور اس کی تکمیل کے لئے بیرون ملک انگلستان اور ہندوستان میں دو فعال تبلیغی مراکز قائم فرمائے اور ابھی خلافت پر فائز ہوئے آپ کو زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ شیطان نے جمہوریت اور انجمنوں کے حقوق و اختیارات کی راہ سے خلافت پر حملہ کر دیا اور بہت سے وسوسوں کے شکار احمدی اور تعلیم یافتہ کہلانے والے خلیفہ کے اختیارات کو چیلنج کرنے لگے بلکہ معزولی کرنے کی تجویزیں کرنے لگے۔

تب حضرت خلیفۃ المسیح اول نے نہایت جوانمردی سے خلافت کے تقدس کی حفاظت فرمائی اور آیت استخلاف کی روشنی میں فرمایا کہ "خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا"۔

(پیغام صلح ۲ جنوری ۱۹۱۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اول نے یہی آیت استخلاف کا ٹھوس ثبوت پیش کر کے تمکین دین فرمائی اور ثابت کر دیا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اندرونی ہو یا بیرونی خلیفۂ راشد کو معزول نہیں کر سکتی۔

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کا ۵۲ سالہ بابرکت عہد خلافت تبلیغ و اشاعت دین کی اس بابرکت آسمانی مہم میں ایک درخشندہ و تابناک دور کی حیثیت رکھتا ہے۔ کم و بیش نصف صدی پر محیط اس عرصہ کے دوران چالیس سے زائد ممالک میں جماعت احمدیہ کے فعال اور مستقل تبلیغی مشنوں کا قیام عمل میں آیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر بہت سے احمدی پریشان تھے کہ اب کیا ہو گا۔ چنانچہ حضور خود فرماتے ہیں:۔

"جب اس طرح بعض اور لوگ مجھے پریشان حال دکھائی دیئے اور میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ اب جماعت احمدیہ کا کیا حال ہو گا تو مجھے یاد ہے گو میں اس وقت انیس سال کا تھا مگر میں نے اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر و ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا کر رہوں گا۔"

۱۹۱۴ء میں پچیس سال کی عمر میں آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اکابرین کہلانے والوں نے ایک خطرناک اور بھیانک فتنہ خلافت کے خلاف کھڑا کر دیا۔ اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے حضور کو شروع میں ہی الہاماً بتا دیا تھا کہ "لَنُمَزِّقَنَّهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ"۔ کہ ہم ان منکرین خلافت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ زندگی بھر مولوی محمد علی صاحب خلافتِ حقہ کے مخالف رہے اور اس وقت تک فوت نہیں ہوئے جب تک کہ اپنے ہم مشربوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھ لیا۔

۱۹۳۴ء میں مجلس احرار خلافتِ راشدہ سے ٹکرائی اخبار زمیندار میں یہ اعلان ہوا کرتا تھا کہ اگر ایک کروڑ روپیہ جمع ہو جائے تو ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں مجلس احرار کے سرخیل مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے یہ تعلّی ہانکی تھی کہ:

"اے مسیح کی بھیڑو تمہیں کوئی ملا نہیں جس سے اب سابقہ پڑا ہے یہ مجلس احرار ہے اور اس نے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔"

انہوں نے دعویٰ کیا کہ قادیان کی مرکزی مساجد اور منارۃ المسیح کو گرا کر دریائے بیاس میں ڈال دیں گے۔ اس کے بالمقابل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس فتنہ کے نتائج جماعت کے لئے زیادہ کامیابی اور ترقیات کا موجب ہوں گے۔"

(الفضل ۷ فروری ۱۹۳۵ء)

نیز فرمایا:۔

"خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا ...... زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔"

(الفضل ۳ مئی ۱۹۳۵ء)

چنانچہ ۱۹۴۷ء میں قادیان پنجاب بلکہ ہندوستان سے اللہ تعالیٰ نے احراریوں اور ان کے ہمنوا مولویوں کا صفایا کر دیا امرتسر، سیالکوٹ اور بٹالہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب، مولوی مودودی صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کے چیلے اپنے مراکز اور اپنی مرکزی مساجد اور منارے چھوڑ کر اور برقعے اوڑھ کر بھاگ گئے۔

مگر قادیان جو احمدیت کا دائمی مرکز ہے اس کی ضیاء پاشیاں آج بھی زمین کے کناروں تک ہو رہی ہیں اسی دوران حضور نے تحریک جدید کا آغاز فرمایا جس کے تازہ بتازہ ثمرات آج زمین کے کناروں تک ظاہر ہو رہے ہیں یہ ہے خلافت جیسی عظیم نعمت جو آج کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہے سچ ہے

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو اللہ تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو منصب خلافت پر فائز فرمایا۔ آپ کا ۱۷ سالہ بابرکت دور خلافت تبلیغ و اشاعت دین میں گذرا آپ نے اپنے بابرکت عہد خلافت میں دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کے استحکام، تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے کئی ایک مبارک تحریکات کا اجراء فرمایا آپ ہی کے بابرکت دور میں سر زمین اسپین میں اسلام کی عظمت رفتہ کے قریباً سات سو سال بعد قرطبہ کے ماحول میں پیدرو آباد کے مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دست مبارک سے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا یہ مسجد

فنِ تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے اور اس مسجد کی تکمیل ہونے کے بعد ہسپانیہ کا ملک بھیرت اسلام کے آسمانی اور روحانی نوبت خانوں سے گونج رہا ہے۔

اسی طرح آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں بھی معجزانہ تمکین دین ہوئی پاکستان کے سربراہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی حکومت نے جماعت احمدیہ کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنایا اور ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے دیا اور نعرہ لگایا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کا نوّے سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ حالانکہ ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کی تاسیس پر نوّے سال گذرے بھی نہ تھے وہ جماعت کا نوّے سالہ مسئلہ حل کرنے کا ابھی نعرہ ہی لگا رہے تھے کہ ان کی اپنی حکومت نوّے منٹ میں ختم ہو گئی نوّے ہی الزام اس پر لگائے گئے۔ نوّے ہی لیڈر اس کے پکڑے گئے اور یہ عجیب بات ہے کہ نوّے دن میں الیکشن کرانے کا جھوٹا وعدہ کر کے مسٹر ضیاء الحق نے ان کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ اور ۱۹۷۹ء میں جب واقعی جماعت احمدیہ کی تاسیس پر نوّے سال گذر رہے تھے ان کا اپنا مسئلہ حل ہو رہا تھا۔ وہ خود پھانسی کے تختہ پر لٹک رہے تھے کہاں ہیں وہ آوازیں جو ریڈیائی لہروں پر رقص کرتی تھیں کہ میں نے احمدیوں کا نوّے سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ کوئی بھی نہیں ایک بھی نہیں!

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافت ثالثہ کے لئے پہلے سے پیشگوئی کر رکھی تھی کہ

> " ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے میں ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی "

ساری دنیا کے سربراہوں نے مسٹر بھٹو کی جان بخشی کی اپیلیں کیں مگر بے سود رہیں

ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے۔ اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ رابعہ کی پُرمسرت ایک دہائی سے فیضیاب ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ اللہ کرے ہمارے پیارے امام کا بابرکت شفیق وجود دیر تک قائم رہے اور ہم سب آپ کی رحمتوں کے سائے قائم و دائم رہیں۔ آمین۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورِ خلافت بھی بڑی عظمتوں اور شان کا حامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی ہے کہ:-

> " اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذرّیت میں ہے اس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے "

یہ پیشگوئی اشارۃ النص کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقدس وجود پر بھی پوری ہو رہی ہے۔ کیونکہ ذرّیت کے معنی اولاد کے علاوہ نسل کے بھی ہیں اور حضور کی والدہ محترمہ مرحومہ کا اسم گرامی مریم ہے لہٰذا حضور "ابن مریم" بھی ہیں۔

۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو خلافتِ رابعہ کی ایک برکت منصہ شہود پر آئی جب حضور نے آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں پُرسوز دعاؤں کے ساتھ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا اس موقعہ پر حضور نے جو تاریخی خطاب فرمایا اس میں نہایت پُرشوکت آواز میں فرمایا:

> " یہ دن آسٹریلیا کی سرزمین میں ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ایک ایسی جماعت جو اس دور میں اللہ کی توحید کو دنیا پر غالب کرنے کا عزم لے کر اُٹھی ہے اس براعظم میں پہلی مرتبہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کے لئے ایک گھر تعمیر کرنے کی توفیق پا رہی ہے یہ پہلی اینٹ ہے جو خالصۃً للہ اس کی عبادت کی خاطر تعمیر ہونے والے اس گھر کی بنیاد میں رکھی جا رہی ہے لیکن یہ اینٹ آخری اینٹ نہیں ہو گی اور نہ خدائے واحد کا یہ گھر آخری گھر ہو گا۔ بلکہ یہ تو خانہ ہائے خدا کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کا نہایت مناسب اور آغاز ہے یہ ایک روحانی فتح کا پروگرام ہے جس کا جغرافیائی اور سیاسی غلبہ سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

> یہ ایک دل جیتنے کا منصوبہ ہے جس کا جبر و اکراہ سے کسی قسم کا واسطہ نہیں یہ ایک عقل و دلیل کی جنگ ہے جس کا تیر و تفنگ اور توپوں اور راکٹوں سے کوئی ادنیٰ سا بھی علاقہ نہیں یہ امن کا پیغام ہے جو دلوں کی راجدھانی سے تعلق رکھتا ہے "

(تحریک جدید اکتوبر ۱۹۸۳ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰ رجون ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور دیکھیں اس خدا کی شان ٹھیک ایک ماہ بعد ایک مردہ زندہ ہو کر دنیا کے سامنے آ گیا یعنی اسلم قریشی جس کے بارہ میں حکومت پاکستان اور اس کے زر خرید مُلّاں یہ جھوٹا واویلا کر رہے تھے کہ اس کو امام جماعت احمدیہ نے اغوا کروا کر قتل کروا دیا ہے۔ وہ ایران میں گمنام زندگی گذار کر واپس پاکستان میں نمودار ہو گیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلم قریشی کو ایران میں گمنامی کی موت نہیں دی اگر وہ ایران میں مر جاتا اور بعد میں یہ ثابت بھی ہو جاتا کہ وہ اپنی طبعی موت مر گیا ہے تب بھی مخالفین احمدیت یہی سمجھتے کہ امام جماعت احمدیہ نے اس کو وہاں مروا دیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو گمنامی میں زندہ رکھا اور زندہ ہی واپس پاکستان لے آیا اور پھر پاکستان ٹیلیویژن پر اُس کو دکھایا اور اس کے بیان شائع کروائے تاکہ دنیا یہ جان لے کہ احمدیت سچی ہے امام جماعت احمدیہ حق پر ہیں اور مخالفین احمدیت اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔

چیلنج مباہلہ کا ایک اور روحانی نتیجہ چیلنج کے سوا دو ماہ بعد فرعونِ زمانہ جنرل ضیاء الحق کی ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو عبرتناک ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوا یہ وہی صدرِ پاکستان تھا جس نے مسلمانوں کا ایک بھی نہیں بنایا البتہ چالیس لاکھ احمدی مسلمانوں کو ایک جنبشِ قلم جبراً غیر مسلم بنانے کی کوشش کی اور اسلامی نظام حکومت کی آڑ میں یہ غیر اسلامی سیاہ کارنامہ سرانجام دیا کہ احمدی مسلمانوں کو جبراً نمازوں سے روکا ان کی اذانوں پر پابندی لگا دی کلمہ طیبہ کو پڑھنے اور لکھنے کو جرم قرار دیا مسجدوں کو مسجد کہنے سے روک دیا۔ غرضیکہ جماعت احمدیہ پر مظالم کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے یکم جولائی ۱۹۸۸ء کو بطورِ خاص اُسے تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

> " جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے ...... ہم انتظار کرتے ہیں دیکھیں خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرے لیکن چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ وہ تمام اَئمۃ المکفرین کے امام ہیں ان تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے جو معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں اور اس ظلم کے پیچھے مُڑ کر جھانکنے کی کوشش کی ہے کہ جو حکم جاری کیا تھا وہ حکم جاری ہو بھی گیا ہے کہ نہیں اور ایک معصوم احمدی کیسے تکلیف محسوس کر رہا ہے جب تک یہ پتہ نہ چلے ان کو لذّت محسوس نہیں ہوتی ایسے شخص کا چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا اُس کا اپنے ظلم و ستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اُس نے چیلنج کو قبول کر لیا ہے اس لئے اس پہلو سے بھی اب وقت بتائے گا کہ ان کو خدا تعالیٰ کے مقابلے کی کس حد تک جرأت ہے اور انصاف کا خون کرنے کی کس حد تک جرأت ہے "

(بدر ۱۸ اگست ۱۹۸۸ء)

لیکن صدر پاکستان ضیاء الحق نے حضور کی تنبیہہ کی کوئی پروا نہیں کی صرف یہ ہی نہیں کہ حضور انور کی نصیحت پر عمل نہیں کیا بلکہ اپنی مخالفت اور شرارتوں میں اور زیادہ بڑھنے لگے اور مرنے سے چند دن پہلے اپنے ساتھیوں کے سامنے ایک بار یہ بھی کہا کہ میں آپ کو عنقریب ایک خوشخبری سناؤں گا۔ مرنے سے چند دن پہلے مُلّاؤں کے ساتھ ایک کانفرنس کی تھی اور اس میں اس خوشخبری کا وعدہ کیا تھا کہ احمدیوں کا ظلم و ستم کا دائرہ اور تنگ کیا جائے گا کچھ پروگرام طے کئے گئے تھے جو تو ہلوں ... صورت میں نافذ کر کے احمدیوں ... مزید

(باقی دیکھیں صفحہ ۲۱)

خلافتِ احمدیہ اور اس کے مخالفین

از مکرم سید رشید احمد صاحب سونگرڈوی صدر جماعت احمدیہ جمشید پور (بہار)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَاکَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ

(جامع الصغیر للسیوطی)
(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ دوسری طرف آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نبی اللہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا۔ اس لئے لازمی طور پر موعود نبی اللہ کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ہوگا۔ چنانچہ ۲۷؍مئی ۱۹۰۸ء سے خلافت کا یہ سلسلہ جاری ہو چکا ہے اور اس دورِ خلافت پر اب تک پچاسی (۸۵) بہاریں گزر چکی ہیں اور اس عرصہ میں جہاں مومنین خلافت کے لئے بڑی بڑی برکتوں کے جلوے ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں وہاں اس کے مخالفین کے لئے عبرت آموز نظارے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اب تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ خلافت احمدیہ وہ سنگ میل ہے جس سے مومنین اگر اپنے لئے ڈھال کا کام لے رہے ہیں تو دوسری طرف مخالفین اسے اپنے گلے میں پھنسنے والا سب سے بڑا پتھر سمجھ رہے ہیں۔

۲۷؍مئی ۱۹۰۸ء سے جب حضرت حکیم حاجی مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تھے تو دشمنوں کی نظر میں آپ کا بڑھاپا نظر آ رہا تھا۔ مگر خلافت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ اس وہم میں مبتلا ہو گئے تھے کہ آپ (حضرت خلیفۃ المسیح اول) کی وفات کے ساتھ سلسلہ بھی تباہ ہو جائے گا اور یہی آس لگائے بیٹھے تھے (مگر خاموش تو پھر بھی نہیں تھے بلکہ ہر ممکن مخالفت کا ذریعہ استعمال کرتے ہی رہے تھے)۔ مگر تقدیر الٰہی نے سبق دے دیا کہ آپؓ کی وفات سے نہ ہی سلسلہ تباہ ہو گیا اور نہ سلسلہ خلافت میں کوئی رکاوٹ آئی اور یوں مخالفین کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔

۱۴؍مارچ ۱۹۱۴ء سے حضرت الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ خلافت (ثانیہ) کے منصب پر فائز ہوئے تو اندرونی اور بیرونی دونوں طرف سے مخالفتیں ہونے لگیں۔ چونکہ اس خلیفہ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور مروجہ تعلیم کے لحاظ سے آپ میٹرک فیل ہی تھے۔ چنانچہ یہ آس لگائے جانے لگے کہ اس خلیفہ کی ناتجربہ کاری اس سلسلہ کے زوال کا باعث ہو جائے گی اور یہاں بھی منصب خلافت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ نظر نہیں آیا۔ چنانچہ یہی تائید و نصرت الٰہی تھی کہ آپ کی خلافت کا دور مخالفت کی سخت آندھیوں میں سے نہایت کامیابی کے ساتھ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک مقرر رہا۔ اور دنیا کے کناروں تک اس خلافت حقہ کا روحانی جھنڈا گاڑ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنے والے پیدا ہو گئے۔ اور ایک آواز پر اٹھنے اور ایک آواز پر بیٹھنے والے اسلامی روح رکھنے والے آپ کی خلافت کے قائل ہو گئے۔ جس طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اطاعت گزاروں کی کثرت تعداد کا رعب شریر ملاؤں پر پڑنے لگا تو انہوں نے حاکم وقت کو اکسانا شروع کیا کہ ابو حنیفہؒ کا یہ عمل گویا حکومت در حکومت ہے اور اس طرح آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ اسی طرح خلافت ثانیہ کا رعب بھی مخالفین پر پڑنے لگا اور مخالفین نے اپنی مخالفت کی کمیت و کیفیت کو حضرت خلیفہ ثانیؓ کے بالمقابل ناکافی سمجھتے ہوئے اپنی پشت پناہی کے لئے ایک حکومت کو رکھنا چاہا۔

اور حضرت خلیفہ ثانیؓ کو مخالفین کے اس پلان کا علم ہوا تو آپ نے ببانگ دہل اعلان فرمایا کہ

"میں ایسے شخص کو جسکو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو
اگر دنیا کی حکومتیں ....
بھی اس سے ٹکرلیں گی تو
وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۵۶ء خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۱۸ مطبوعہ ربوہ طبع اول)

۸؍نومبر ۱۹۶۵ء سے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ منصب خلافت (ثالثہ) پر فائز ہوئے تو جماعت کی تعداد ایک کروڑ ہو گئی۔ اور یہ کثرت تعداد ایک خوامخواہ کی بھیڑ نہیں تھی۔ بلکہ اپنے آقا خلیفہ ثالثؒ کی انگلیوں کے اشاروں پر اٹھنے اور بیٹھنے والی جماعت تھی۔ اور یہ جماعت بلا شبہ ساری کائنات کا خلاصہ تھی اور ہے اور دنیوی لحاظ سے اپنے لوگ بھی شامل تھے جو یو۔ این۔ او (U.N.O) کے صدر اور نوبل انعام یافتہ عالمی سائنسدان بھی ہیں اور جب آپ (خلیفہ ثالثؒ) ارض بلال جایا کرتے تھے تو وہاں کے سربراہان مملکت آپ کا واجبی اکرام اپنے طور پر کیا کرتے تھے اور تعمیر مساجد، تراجم قرآن، اسکول کالج کا قیام اور ہسپتال کے قیام کے ذریعہ بنی نوع انسان کی مثالی خدمت کی خوشبو جو پھیلی تو مخالفین کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے اور ایک بدبخت حکومت نے اس خلافت حقہ کی مخالفت کا بیڑہ اٹھایا۔ مگر چند ہی دنوں میں ایک سربراہ اپنے ہمنوا کے ہاتھوں سخت گھناؤنا مجرم قرار پاکر پھانسی میں لٹکا کر ہلاک کر دیا گیا تو دوسرا سربراہ (شاہ فیصل) خود اپنے عزیز کے ہاتھوں اپنے محل میں قتل ہو گیا مگر خلافت ثالثہ کا بال بیکا نہ ہو سکا۔

۱۰؍جون ۱۹۸۲ء کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ) منصب خلافت پر فائز ہوئے انتخاب خلافت کے وقت ایک ناخوشگوار مگر بے حقیقت واقعہ پیش آیا تو مخالفین کے گھروں میں عید کی خوشی اور شادیانے بجنے لگے مخالفین کو جھوٹی خوشی کا ایک موقعہ ملا تو خدا تعالیٰ کی تقدیر سے مومنین خلافت کو اسی وقت یہ بشارت ملی کہ

"آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔
جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بیکا نہیں کرسکتا
اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی"

(خطبہ جمعہ ۱۸؍جون ۸۲ء الفضل ۲۰؍جون ۸۲ بدر یکم جولائی ۸۲ء)

چونکہ پہلے سے ہمیں یہ سبق پڑھایا جاتا رہا ہے کہ "تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہوگے اور اسے قائم رکھوگے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکیگی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی"

(درس القرآن صفحہ ۷۳ از حضرت مصلح موعودؓ مطبوعہ ۱۹۲۱ء)

اس تعلیم اور مسلسل تجربات نے اس حقیقت کو آشکار کر دیا کہ واقعی ساری ترقیات کا راز خلافت میں ہے اور اسی کا احساس مخالفین کو بھی ہونے لگا۔ چنانچہ جو ہماری ترقی کا راز کبھی انگریزوں کی پشت پناہی یا فلاں وجہ فلاں وجہ بتا رہے تھے وہ بھی اب مجبور ہو گئے ہیں اور سمجھ چکے ہیں کہ ان کی اصل طاقت خلافت کا ڈھال ہے

چنانچہ خلافت رابعہ کے وقت مخالفین نے اپنی زبردست حکومت کی سربراہی میں بلکہ خود سربراہ مملکت اور آمر وقت نے تہیہ کرلیا کہ خلافت کے ادارہ (INSTITUTION) کو ہی ختم کیا جائے۔ جو اس جماعت کی ترقی کا راز ہے۔ چونکہ خلیفہ راشد کو گرفتار کرنے کے لئے کوئی موقع یا کوئی قانون نہیں تھا۔ ویسے بھی جیسے خدا تعالیٰ خلافت علیٰ منہاج النبوت پر قائم کرے اور جسے عصمت صغریٰ حاصل ہو اُس تک جرم کا موقع ہی نہیں مل سکتا۔ اس لئے قانون اگر اس معصوم تک نہیں پہنچ سکتا تو قانون کو ایسا ڈھیلا کیا جانا ہی ضروری ہوگیا۔ چنانچہ بہانے تراشے جانے تاکہ خلیفہ راشد کو گرفتار کرلیا جائے گویا گرفتاری کا معیار اگر گھٹیا اخلاق پایا جاتا ہوتا ہے اور خلیفہ کے اعلیٰ اخلاق تک گرفتاری نہیں ہوسکتی تو خلیفہ کے اعلیٰ اخلاق کو ہی معیار گرفتاری کرنے کے قانون بنائے گئے تاکہ اُسے گرفتار کیا جائے مگر جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ نظام آسمانی کی مخالفت کرنے والوں کا مکر ہر ابران ہی پر الٹ کر گزرتا رہا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا خدا کا خلیفہ مظفر و منصور ہوا اور مخالفین ہوا میں بکھر گئے۔ اور عبرتناک سبق چھوڑ گئے اور فرعون، یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیبوں سے حصہ لے گئے

اور مظفر و منصور خلیفہ راشد نے فرمایا اور آئندہ کی مخالفت کے لئے یہ خبر دی کہ " اس مخالفت کے بعد جو اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے۔ وسیع پیمانے پر وہ ایک دو ملکوں کا قصہ نہیں ہے اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں لکھی جائیگی مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا میں آئندہ آنے والے خلیفہ کو خدا قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت اور صبر سے مظاہرے کرنا اور کسی دنیا کی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا۔ اور نشان مٹا دے گا اُن کا دنیا سے۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی"

(خطاب ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء مجلس خدام الاحمدیہ لندن بدر ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء)

نورالدین اعظمؓ ... بقیہ صفحہ ۱۵

کے منصوبے کریں گے تو ہم کو فوراً معلوم ہوجائیگے یہ سن کر وہ فوراً خاموش و حیران رہ گیا"

" مجھ سے ایک مرتبہ مہاراجہ کشمیر نے کہا کہ مولوی صاحب! ان اختلافوں کے مٹانے کے واسطے بھی کوئی معیار ہے؟ میں نے کہا آپ ہی کچھ سوچئے کہ کیا معیار ہوسکتا ہے کہنے لگے مذہب وہ سچا ہے جو پراچین (پرانا قدیم) ہو اور تمہارا تو صرف بارہ سو برس سے ہے میں نے کہا ہمارے یہاں فبھداھم اقتدہ آیا ہے یعنی جو پرانا اور اچھا ہو اسی کی پیروی کرو۔ سن کر کہا کہ رام چندر جی سب سے پرانے ہیں ہم ان کو مانتے ہیں میں نے کہا رام چندر جی کس کی پیروی کرنے تھے؟ کہا کہ وشن کی میں نے کہا وہ کس کی؟ کہا وہ رودر کی میں نے عرض کیا اور وہ کس کی؟ تو کہا

وہ برہما کی۔ میں نے کہا برہما کس کی؟ کہا برہما نیول ایشور کی۔ میں نے کہا بس وہی اسلام ہے۔ کیا معنے وحدہ لا شریک کی پرستش کرتے ہیں!"۔

سچ ہے اور بالکل سچ ہے حضرت نورالدین اعظمؓ کی باتیں نورانی ہی ہیں ہاں ہاں! "وہ نخبۃ المتکلمین ہے اور زبدۃ المولفین لوگ اس کے زلال سے پیتے اور اسی کی گفتگو کی شیشیاں شراب طہور کی طرح خریدتے ہیں وہ ابرار اور اخیار اور مومنین کا فخر ہے اس کے دل میں لطائف اور دقائق اور معارف اور حقائق کے انوار ساطعہ ہیں۔ جب وہ اپنے پاک وصاف کلمات اور اچھوتے فی البدیہہ عجیب و غریب ملفوظات کے ساتھ کلام کرتا ہے تو گویا دلوں اور روحوں کو لطیف راگوں اور داؤدی مزامیر کے ساتھ فریفتہ کرتا ہے اور کھلے کھلے معجزوں کے ساتھ لوگوں کو گھٹنوں کے بل بٹھا لیتا ہے۔ جب کلام کرتا ہے تو ایسی حکمتیں منہ سے نکالتا ہے کہ گویا وہ پانی ہے جو بہے دہ پے

اپنے رہا ہے اور سامعین کے ہو نٹوں کی طرف جارہا ہے۔" اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہم کو حضرت نورالدینؓ اعظم کی نورانی باتوں سے کما حقہٗ استفادہ کرنے کی نیز اپنے اندر ایک روحانی انقلاب لانے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین) ☆

مسلمانوں کی ناکامی کی وجوہات ... بقیہ صفحہ ۱۷

دعوت دیتے ہیں کاش آپ میں اسلاف کے وہ قلب و جگر پیدا ہوسکیں جنکی اب اسلام مسلم کو ضرورت ہے آمین

ہم اس مضمون کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مندرجہ ذیل اہم نصیحت پر ختم کرتے ہیں

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اسکی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اسکی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالےٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے"۔

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

خلافت راشدہ کی برکات ... بقیہ صفحہ ۱۹

ظلموں کا نشانہ بنانے کا منصوبہ تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی کوئی پیش نہ جانے دی اور تمام عالم کو باور کیا کہ اب بھی میں زندہ ہوں اور میری نصرت میرے نیک بندوں کے لئے اب بھی اترتی ہے۔

۱۲ اگست کو حضور انور نے اپنے ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ " خدا کے غضب کی چکی جس طرح پہلے دشمنوں کو پیستی رہی ہے اسی طرح لازماً اب بھی چلے گی اور تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اس قانون کو نہیں روک سکتی اور حضور انور نے واضح فرمایا تھا کہ اب یہ شخص خدا کی تقدیر سے بچ نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز نشان ہمیں دکھایا کہ صرف پانچ دن کے بعد یعنی ۱۷ اگست کو وہ فرعون مصر کی طرح اپنے ۲۸ جرنیلوں سمیت ایک دعا کے کی ساتھ غیر یقینی حالات میں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور خدا کی قہری تجلی کا نشانہ بن گیا جبکہ ہوائی قلعہ سمجھے جانے والے ہرکولیس سی ۱۳۰ جیسے مضبوط ترین طیارے کے پرخچے اُڑ گئے اور اس فرعون زمانہ اور اس کے شریک کار لاؤ لشکر کے چیتھڑے چاروں طرف بکھر گئے اور جل کر راکھ ہو گئے

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کردیئے اونچے منارے
مقابل پر ترے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
(درثمین)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رکھے آمین ☆

دُعائے مغفرت: افسوس خاکسار کے بہنوئی مکرم عابد علی صاحب کینسر کی طویل علالت کے بعد ۱۴ اپریل کو وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے

(سید انصار اللہ مسلم معلم وقف جدید)

بقیہ خلاصہ خطبہ [illegible] طاقت، حد باہر ہو جائیگا

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں روز بروز ترقی کر رہی ہیں چند سال پہلے تک جو دُنیا بھر میں جماعتوں کی تعداد تھی اب اس سے تقریباً ڈیڑھ گنی ہو چکی ہے۔ اور جماعتوں کے بڑھنے کے ساتھ اس قسم کی تقریبات میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ آج مجلس انصار اللہ یو۔ ایس۔ اے کی طرف سے درخواست ہوئی ہے کہ کل سے اُن کا سالانہ اجتماع اور مجلس شوریٰ ہو رہی ہے اس موقع پر ہمارے لئے خصوصی پیغام دیں۔ حضرت امیر المومنین نے مجلس انصار اللہ یو ایس اے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلا خصوصی پیغام تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے اور کثرت سے انصار کو اس اجتماع میں شمولیت کی اور استفادے کی توفیق بخشے آمین۔ اور اجتماع میں شمولیت کے نتیجہ میں جو روحانی کیفیات پیدا ہوتی ہیں اُن کو عارضی نہ رہنے دیں بلکہ ان کیفیات کی حفاظت کریں۔ یہ مقدس امانتیں ہیں جو ہمیں اجتماعات اور سالانہ جلسوں اور دیگر تربیتی تقاریب کے موقعہ پر عطا ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ہر اجتماع کے موقعہ پر ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اجتماع میں شرکت کے نتیجہ میں اسے جو روحانی لذت نصیب ہوتی ہے اُسے زندہ رکھنے کی خاطر اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ تو ایک ہی طریق اور وہ یہ ہے کہ انسان نمازوں میں باقاعدہ ہو جائے یہ جو اجتماع کا نماز کے ساتھ تعلق ہے اس پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر اجتماع اللہ کی خاطر نہیں اور جو سرور آپ حاصل کر رہے ہیں وہ خدا کی خاطر نہیں تو اس اجتماع کا ولولہ ایک جھوٹا ولولہ ہے اس کو زندہ رکھنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں ایسے اجتماع کا ولولہ تو ہر میلے سے پیدا ہو سکتا ہے گو سب سے پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ اپنے اس ولولے کا تجزیہ کریں کہ یہ شرکت محض جسمانی ہے یا قرب الٰہی کے لئے ہے۔ اگر تو قرب الٰہی کے لئے ہے تو اس ولولے کی حفاظت نماز سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کر سکتی

حضور انور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ امریکہ جیسے ملک میں احمدیوں کی بالخصوص خدا کے قرب کی ضرورت ہے حضور نے فرمایا کہ خدا کے قرب کی تو ہر جگہ ضرورت ہے لیکن ایسا ملک جہاں خدا سے بدکانے اور دُور ہٹانے کے سامان نہ صرف بے انتہا ہیں بلکہ امریکہ تو تمام مغربی دنیا میں بدیوں کی پیداوار کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے۔ اور پھر یہاں سے تمام ممالک کو تقسیم ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے امریکہ میں رہتے ہوئے ہمیں سب سے زیادہ اپنی اخلاقی قدروں کی حفاظت کرنی ہوگی اور پھر وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لینے کا انتظام کیا جائے اور یہ تمام کوششیں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک نمازوں کی حفاظت نہ کی جائے۔

حضور انور نے امریکہ میں اخلاقی قدروں کی بڑھتی ہوئی گراوٹ کا بڑی تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ امریکہ میں رہتے ہوئے آپ نے خصوصیت سے عفت وعصمت کی حفاظت کرنی ہوگی اور اس کے لئے وسیع جدوجہد کرنی ہوگی۔ نہ صرف جماعتی سطح پر بلکہ اس سے باہر تمام معاشرے کی حفاظت کی ذمہ داری اپنی توفیق کے مطابق اُٹھانی ہوگی جنسی بے راہ روی کی غلطیوں سے معاشرے کو آگاہ کرنا ہوگا حضور نے فرمایا اس کے نتیجہ میں آج ایڈز کی بیماری پیدا ہوئی ہے اور میرا اندازہ ہے کہ اس صدی کے آخر تک یہ بہت وسیع پیمانے پر پھوٹ پڑے گی تو جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کو ہلاکت سے بچانے کی کوشش کرے اور اس کی روک تھام کے لئے ان تمام باتوں کو منظر عام پر لانا ہوگا۔ جو پہلے سے اسلام میں اس سے بچاؤ کے لئے رکھے گئے ہیں۔

خُطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۱۰

مختصراً آپ کے سامنے ایک خط کا اقتباس پڑھ کر سناتا ہوں اور پھر یہ خطبہ ختم ہوگا۔

رانا فیض بخش صاحب۔ نون لکھتے ہیں کہ گذشتہ سال میرا کل بجٹ اکیس سو روپے تھا۔ میں نے فیصلہ کرلیا کہ تمام ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر پاس کی پہلی چنائی پر سالم چندہ ادا کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ روپیہ ادا کر دیا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد .A.G (اے۔ جی) آفس ملتان سے اطلاع ملی کہ آپ کی پنشن -/268 روپیہ ماہوار کے حساب سے بڑھا دی گئی اور -/840 روپے کی بجائے اب آپ کو -/1108 روپیہ ماہوار پنشن ملا کرے گی۔ اس کے علاوہ -/3300 روپے سابقہ بقایا خزانے سے وصول کرلیں۔ لکھتے ہیں یہ ایک مثال نہیں فرماتے ہیں ساری زندگی میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ خدا کی خاطر جب کچھ دیا ہے اسی وقت نقد نقد اس کی ادائیگی ہوئی ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ آئندہ مرنے کے بعد بھی اعتبار رکھنا۔ یہ نہ سمجھنا کہ وعدے ہیں۔ وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کی جزا وعدۂ فردا ہے ان کے لئے اس میں ایک پیغام ہے کہ وہ خدا جو اس دنیا میں تمہیں بڑھا چڑھا کر دے رہا ہے وہی اس دنیا میں بھی ہے اُس دنیا میں بھی تمہیں اتنا دیگا کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پس جماعت اپنے چندوں میں ہرگز خفت محسوس نہ کرے۔ کیونکہ وقت ختم ہوگیا ہے اس لئے اب میں اس بات کو مزید آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اس کا کچھ باقی حصہ جو ضروری بیان کرنے والا ہے وہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

(ادارہ)

اعلانِ نکاح وتقریبِ شادی

عزیز لطیف احمد خالد ابن مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کا نکاح عزیزہ ریحانہ ناصرین بنت مکرم عبدالرشید صاحب گنائی آف بھدرواہ کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے ۲۱ فروری کو بعد نماز عصر مسجد مُبارک میں پندرہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ اجتماعی دُعا کے بعد مکرم محمد عبداللہ صاحب منڈاشی کے مکان پر تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اگلے روز دعوت ولیمہ مسنونہ کا انتظام تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں کیا گیا۔

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر یو۔ پی کے ہندو پنڈت گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اکیلے احمدی ہیں عزیز لطیف احمد خالد آپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد یوسف انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

درخواستہائے دُعا

۱۔ میری نانی الحاجہ زاہدہ بانو بیگم صاحبہ کی طبیعت ناساز ہے کمزوری بہت ہے کامل شفایابی اور والدین کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (امتہ البصیر آفتاب بھاگلپوری)

۲۔ مکرم عبدالواحد صاحب شاہجہانپور شہید میڈیکوز نام سے ایک میڈیکل سٹور کھولا ہے کاروبار میں خیر و برکت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں (شکرانہ فنڈ ۵۰/-)

(شیخ ہارون رشید ضلع شاہجہانپور)

۳۔ مکرم حمید اللہ صاحب لائبریری آف لندن کے دل کا اپریشن ہوا ہے صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اکبر علی احمد حیدرآباد)

۴۔ میرا بیٹا امجد احمد یرقان کی بیماری میں مبتلا ہے کامل وعاجل شفایابی اور کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔

(اکبر علی احمد حیدرآباد)

درخواستِ دُعا

حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ (چھوٹی آپا) اطال اللہ بقاءھا حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مورخہ ۱۳ ر اپریل ۹۳ء کو گھٹنے کا کامیاب آپریشن ہو گیا ہے۔ الحمدُ للہ۔ ۲۳ ر اپریل تک ہسپتال سے ڈسچارج ہونا تھا۔ واکر سے چلنا شروع کر دیا ہے۔ عام صحت ٹھیک ہے۔ احباب کرام سے محترمہ موصوفہ کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (امیر جماعتِ احمدیہ قادیان)

جلسہ سالانہ یُو۔کے ۱۹۹۳ء

جلسہ سالانہ یُو۔کے۔ مورخہ ۳۰، ۳۱ جولائی و یکم اگست کو اِسلام آباد (ٹلفورڈ سرّے) میں منعقد ہوگا۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ۔ بھارت سے جو احباب اِس جلسہ میں شرکت کے خواہشمند ہیں وہ دفتر نظارت اُمورِ عامہ قادیان سے رابطہ قائم کریں۔

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

منظوری زعماء کرام مجالسِ انصار اللہ بھارت

۱۔ آسنور : مکرم ماسٹر عبدالوہاب صاحب میر۔
۲۔ کٹک : ر غلام مصطفےٰ صاحب۔
۳۔ ننگلا گھنو : ر گل بہار خان صاحب۔
۴۔ کالابن لوہارکہ : ر محمد شریف صاحب۔
۵۔ میرٹھ : ر نورالدین صاحب صدیقی۔
۶۔ پیٹنہ : مکرم شریف احمد صاحب (نامزدگی)
۷۔ مونگھیر : ر عبدالرحمن صاحب ر
۸۔ برّہ پورہ : ر جلیل اختر صاحب ر
۹۔ دیوگھر : ر حیدر علی صاحب ایڈووکیٹ ر

صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انگلستان کی ایک تقریب میں بوسنیا کے مسلمان مہاجرین کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اُن کے مظلوم اور بے وطن بچوں سے اظہارِ شفقت فرما رہے ہیں۔

پاکستان میں محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ ڈیرہ غازی خان اور اُن کے ایک ساتھی کو اِس بناء پر گرفتار کر لیا گیا کہ اُنہوں نے قرآنِ مجید کا سرائیکی ترجمہ کیوں شائع کیا!